بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور

مسلک اہل حدیث کا داعی

جلد: 45

۱۴ تا ۲۰ شعبان ۱۴۳۵ھ 13 تا 19 جون 2014ء

شمارہ: 24

حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات میں تعطل نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

امیر محترم ڈاکٹر ساجد میر حفظہ اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

محبت صحابہؓ عین ایمان ہے۔

والدین کے نافرمان کا انجام...؟

شبِ برأت

پندرہویں شعبان سے متعلق روایات کی حقیقت!

قرآن وسنت کی روشنی میں

- مسافر امام کے پیچھے نماز.....؟؟
- سالگرہ منانا اور کیک کاٹنا.....؟؟
- سیر وتفریح کیلئے غیر مسلم ممالک کا سفر.....؟؟

درس قرآن

پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

اصل خسارہ ونقصان

﴿فمن خفت موازينه فأولئك الذين خسروا أنفسهم بما كانوا بآياتنا يظلمون﴾ (الأعراف ۹)

''اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا کیونکہ وہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔''

زندگی کے نشیب وفراز میں نفع ونقصان بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ انسان اپنی تمام تر صلاحیتیں چھوٹے سے چھوٹے نفع کے لیے صرف کردیتا ہے اور اپنے آپ کو کسی بھی نقصان سے بچانے کے لیے دن رات تگ ودو کرتا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو انسان کو غمگین اور افسردہ کردیتا ہے۔ لیکن حقیقی خسارہ اور نقصان کا معیار یہ نہیں کہ کاروبار میں گھاٹا اور خسارہ ہو جائے یا ملازمت اور نوکری چھن جائے یا کسی عہدہ اور مقام سے برطرف کردیا جائے۔ کیونکہ یہ ایسے نقصانات ہیں جن کا متبادل موجود ہے اور دوبارہ محنت ومشقت سے ان کی تلافی ممکن ہے۔ البتہ حقیقی خسارہ اور نقصان وہ ہے جو ابدی اور نہ ختم ہونے والا ہو اور جس کی تلافی کا کوئی راستہ اور امکان بھی نہ ہو یعنی قیامت کے دن بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ کی دھتکار اور جہنم میں داخلہ

﴿قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ (الزمر: ۱۵)

''کہہ دیجیے! حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے۔ یاد رکھو کہ یہی کھلم کھلا نقصان ہے۔''

جبکہ قرآن نے ہمیں یہ بھی بتا رکھا ہے کہ انسان اصل میں خسارے میں ہے اور اس کو چاہیے کہ وہ ان صورتوں کا متلاشی بنے جو اسے اس خسارہ سے نجات میں مددگار ہوں۔

﴿وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾ (العصر)

''زمانے کی قسم! بے شک (بالیقین) انسان سرتاسر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

جبکہ اس خسارہ اور نقصان کے مقابلہ میں نفع بخش اور سودمند تجارت کی طرف قرآن نے ہماری رہنمائی فرمادی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ﴾ (فاطر: ۲۹)

''جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطاء کر رکھا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیۃ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی انہیں نقصان نہ پہنچنے دے گی۔''

کاروبار دنیا میں انسان کسی نقصان کی صورت میں غمگین اور افسردہ ہو جاتا ہے، تو کیوں پھر اس نقصان کے بارہ میں سوچ کر غمگین اور افسردہ نہیں ہوتا اور اس سے بچنے کے لیے محنت نہیں کرتا جس کی تلافی کے لیے وقت بھی نہیں دیا جائے گا؟؟

درس حدیث

پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

شعبان کے روزے

عن عائشة رضى الله عنها قالت ما ((رأيت رسول الله ﷺ استكمل صيام شهر الا رمضان وما رأيته اكثر صياماً منه فى شعبان)) (متفق عليه)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے دیکھا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ نے روزے رکھنے کے لئے مقرر کیا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ (البقرة) جو بھی تم میں سے اس مہینے میں حاضر ہو اسے چاہئے کہ پورا مہینہ روزے رکھے۔ جو رعایت بیمار، مسافر، حائضہ، حاملہ اور مرضعہ دودھ پلانے والی کو دی ہے ان کی بھی گنتی پوری کرنے کا حکم ہے یعنی ۲۹ یا ۳۰ دن کے روزے پورے کرنا لازم ہیں۔ رمضان کے علاوہ گیارہ مہینوں میں نفلی روزے رکھنے کی اجازت ہے لیکن آپ ؐ نے ہر روز روزہ رکھنے سے منع فرمایا دیا اور دو دن چھوڑ کر ایک دن نفلی روزہ رکھنے کو پسند فرمایا۔ امہات المومنین فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نفلی روزے رکھنا شروع کردیتے تو ہم سمجھتی تھیں کہ اب آپ مسلسل روزے رکھیں گے مگر آپ کچھ دنوں کے بعد نفلی روزے رکھنا بند کردیتے تو ہم سمجھتی تھیں کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے مگر آپ روزے رکھنا شروع فرمادیتے۔ یعنی کوئی باقاعدہ شیڈول مرتب نہیں کر رکھا تھا بلکہ جب چاہتے نفلی روزہ رکھ لیتے اور جب چاہتے چھوڑ دیتے۔ البتہ سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور فرماتے کہ ان دونوں میں بندوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوں تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق آپ ؐ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے مگر امت پر کمال شفقت فرماتے ہوئے آپ ؐ نے تعلیم دی کہ تم پندرہ شعبان تک نفلی روزے رکھ لیا کرو اس کے بعد رمضان تک اپنے آپ کو سکون دو تا کہ فرض روزے آرام سے رکھے جا سکیں۔ آپ ؐ نے پندرہ شعبان کے بعد اس لئے بھی نفلی روزے رکھنے سے منع فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان نفلی روزے رکھ کر کمزور ہو جائے اور رمضان کے فرض روزے نہ رکھ سکے۔ ایسے ہی رمضان سے ایک یا دو دن قبل استقبال رمضان کے روزے رکھنے کا کوئی شرعی جواز نہیں بلکہ آپ ؐ نے حکم دیا ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ نہ رکھا جائے۔

حجاب اور مسلمان عورت!

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ پھر اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ''اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ'' یعنی اس کے احکامات کو اپنی پوری زندگی پر لاگو کرلو۔ مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ ہم اس کی تعلیمات سے اعراض کر کے طرح طرح کی مشکلات سے دوچار ہو گئے ہیں، حکومت کی پوری کوششوں کے باوجود امن و امان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اغوا، ڈکیتی اور قتل و غارت گری کی وارداتیں عام ہیں۔ مغربی تہذیب، بعض ٹی وی چینلز اور زرد صحافت نے حیاء کا جنازہ نکال دیا ہے۔ نوجوان، عورتوں جیسا لباس زیب تن کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ عورت نے پردے کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے بالکل بجا کہا ہے

کل جو بے حجاب نظر آئیں چند بی بیاں..... اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑھ گیا
پوچھا جو ان سے تمہارا پردہ وہ کیا ہوا..... کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

یہ تو سب کے مشاہدے کی بات ہے کہ آپ کسی بازار یا شاپنگ سنٹر پر چلے جائیں تو خریداری کے لئے وہاں عورتوں کا ہجوم نظر آئے گا۔ شاید مردوں نے باہر کی ذمہ داریاں بھی عورتوں پر ڈال دی ہیں۔ ایک طرف عورت کا مسکن اور دائرہ کار اس کا گھر ہے اور وہ گھریلو امور اور بچوں کی نگہداشت و تربیت کی ذمہ دار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ'' یعنی اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور اپنی نمائش مت کرو'' دوسری طرف بیرونی معاملات اور معاشی ذمہ داریوں سے مرد کو عہدہ برآ ہونا ہوتا ہے۔ عورت بوقت ضرورت گھر سے باہر جا سکتی ہے مگر یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیْبِهِنَّ مگر پورے پردے کے ساتھ۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں بے پردگی اس قدر عام ہوگئی ہے کہ بات نیم برہنگی تک آ پہنچی ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے: وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ کریں۔'' پردے کا مقصد قلب و نظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت ہے۔ اس سے شرافت، حیاء اور خاندانی وقار و تعظیم کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ پھر عورت کے لئے خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا قطعاً جائز نہیں۔

باعثِ افسوس بات یہ بھی ہے کہ ہم ذہنی طور پر اس قدر پست ہو چکے ہیں کہ مغرب کی نقالی کو باعث عزت اور ذریعہ ترقی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کی تعلیمات میں پوری انسانیت کے لئے ترقی و معراج کا ضابطہ موجود ہے۔ اس حقیقت سے دنیا آگاہ ہے کہ حیا، حجاب حسن ہے۔ جب حسن بے حجاب ہو جائے تو بے قدر اور رسوا ہو جاتا ہے۔ یورپ میں پہلے عورت گھر سے باہر آئی پھر اس نے گھٹنوں تک ٹانگیں اور کندھوں تک باہیں عریاں کر لیں، اس کے بعد اس نے گریبان اتنا پھیلایا کہ سب کچھ نظر آنے لگا۔ رقص گاہوں، تھیٹروں اور فلموں میں اس کے بدن پر صرف لنگوٹی اور تین انچ چوڑا سینہ پوش رہ گیا۔ سڑکوں، پارکوں اور کلبوں میں کھلم کھلا بوس و کنار کے مناظر نظر آتے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ امریکہ کے ہائی سکولوں میں طالبات کی حاضری کم ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دوران تعلیم حاملہ ہو جاتی ہیں۔ یورپ جسے تہذیب سفید کا امام سمجھا جاتا ہے خود اپنی تہذیب سے نالاں ہے۔ ان کی تہذیب خود ان کے ہاتھوں خودکشی کر رہی ہے، اس لئے کہ شاخِ نازک پہ جو آشیانہ بنتا ہے وہ ناپائیدار ہوتا ہے۔ آج اہل یورپ اخلاقی طور پر تباہی کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں۔ وہ وقت قریب آ پہنچا ہے کہ جب دنیائے انسانیت کو اسلام کے دامن میں پناہ لینا ہوگی اور اسلامی تعلیمات کی روشنی سے اپنی زندگی کی شب تاریک کو سحر کرنا ہوگا۔ ایسے حالات میں خواتین کی پردہ سے بے اعتنائی میں ان کی کوئی عزت نہیں اور نہ ہی اسلامی تعلیمات کی پیروی ہے۔

آج کی جدید تعلیم یافتہ عورت پہلے ہی اپنا پرانا، باوقار اور اسلامی لباس ترک کر چکی ہے اور مغرب کے تنگ و مکروہ لباس کو زیب تن کر کے للچائی نظروں کو فتنہ و فساد کا سامان مہیا کر رہی ہے۔ عورت تو محافظ خانہ تھی، رونق بازار نہیں۔ ان حالات میں مرد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے، اس لئے کہ الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاء مرد

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

درس قرآن و حدیث	1
اداریہ	2
احکام و مسائل	4
زندگی کو نیکیوں کیلئے غنیمت جانئے (خطبہ حرم)	6
پیغمبر امن ﷺ	9
عدالتِ صحابہؓ	10
ماہ شعبان اور مسلمان	12
دیکھو مجھے دیدۂ عبرت نگاہ ہو	15
عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری	17
سجدۂ سہو کے مسائل	21
یادِ رفتگان (مولانا سید مولا بخش کوموی)	23
معمولی باتوں پہ جھگڑا کیوں؟	25
اخبار الجماعۃ	25

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اھل حدیث''
چوک اھل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ ..... -/500 روپے
ششماہی ..... -/300 روپے
بذریعہ وی پی ..... -/535 روپے
بیرونی ممالک سے ..... -/5500 روپے
فی پرچہ ..... -/15 روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''لسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

کی قوامیت تقاضا کرتی ہے کہ وہ عورت کو راہِ راست سے بھٹکنے نہ دے، کیونکہ عورت کی بے راہ روی کا اثر اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس سے اس کی اولاد بھی متاثر ہوتی ہے۔ دراصل عورت اپنی تربیت سے آئندہ نسلوں کی تعمیر کرتی ہے۔ لہٰذا مسلمان عورت کے لئے اسلام کی تعلیمات اور امہات المومنین کا اسلوب حیات ہی سفرِ زندگی میں دلیل راہ ہونا چاہیے۔

ملک کو جنگ کی آگ میں دھکیلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات کے عمل میں تعطل نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ خدانخواستہ فوجی آپریشن کیا گیا تو اس کے ہولناک نتائج نکلیں گے۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

30 مئی 2014ء لاہور:۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ملک کو جنگ کی آگ میں دھکیلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ملک میں کئی ایسی قوتیں سرگرم ہیں جو مذاکراتی عمل کو کامیاب ہوتا نہیں دیکھنا چاہتیں اور ان کی پوری کوشش ہے کہ فوج اور طالبان کو آپس میں لڑایا جائے اور اس کے نتیجے میں ملک بھر میں خون ریزی کا بازار گرم ہو۔ انہوں نے کہا خدانخواستہ فوجی آپریشن کیا گیا تو اس کے ہولناک نتائج نکلیں گے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث گلگت بلتستان کی طرف سے منعقدہ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات کے عمل میں تعطل نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ مذاکراتی عمل کے مثبت نتائج نکلے ہیں اس لیے مذاکرات جاری رہنے چاہییں۔ صرف مذاکرات کے ذریعے ہی امن آسکتا ہے۔ ماضی کی طرح اس بار بھی فوجی آپریشن سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ٹی ٹی پی کی جانب سے دہشت گرد حملوں میں کمی دیکھی گئی ہے۔ قبائلی علاقوں کے عوام بھی مذاکرات کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ حقیقت دنیا مانتی ہے کہ جنگ تشدد کو جنم دیتی ہے، اس لیے مذاکرات ہی امن کا واحد راستہ ہے۔ ملٹری آپریشن سے معاملات حل نہیں ہوتے۔ اشتعال انگیز واقعات مذاکراتی عمل کو متاثر کریں گے۔ مذاکرات کو بامعنی بنانا فریقین کی ذمہ داری ہے۔ دریں اثناء انہوں نے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی پر زور دیا کہ بھارت میں مسلمانوں اور ان کی عبادتگاہوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے، جس طرح پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں، مسیحیوں اور سکھ برادری کے مقدس مقامات کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے بھارتی حکومت بھی اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ انہوں نے غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے واقعات کی مذمت کی اور کہا کہ شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہ ہے۔

حکومت عوام کے ووٹوں سے برسر اقتدار آئی ہے، کسی آمر کی خیرات سے نہیں۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

جمہوریت کے استحکام کے لیے حکومت کے ساتھ کھڑے رہنے کا عزم پیپلز پارٹی کی ایک پختہ جمہوری سوچ کا عکاس ہے۔

یکم جون 2014 لاہور ( ) مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ جمہوریت کے استحکام کے لئے حکومت کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ موجودہ حکومت عوام کے ووٹوں سے برسر اقتدار آئی ہے، کسی آمر کی خیرات سے نہیں۔ آمریت کے حواریوں کا کوئی وار جمہوریت کو ڈی ریل نہیں کرسکتا۔ آمروں کے ساتھ اقتدار کے مزے لینے والوں کو جمہوریت برداشت نہیں ہورہی۔ مرکزی دفتر میں مختلف وفود سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ قوم باشعور ہے اور ہر قسم کے سیاسی و مذہبی بہروپیوں کے کردار سے واقف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملکی استحکام اور خوشحالی کے لیے جمہوریت کا تسلسل ناگزیر ہے۔ اختلافات کے باوجود جمہوریت کے استحکام کے لیے حکومت کے ساتھ کھڑے رہنے کا عزم پیپلز پارٹی کی ایک پختہ جمہوری سوچ کا عکاس ہے۔ آمریت کے حواریوں کا یہ وار تو جمہوریت پسند قوتوں کے اتحاد نے ناکام بنادیا مگر جمہوریت کے استحکام کے لئے پوری قوم اور جمہوریت پسندوں کو ہمیشہ آنکھیں کھلی رکھنا ہوں گی اور متحد رہنا ہوگا کہ جمہوری استحکام سے ہی قومی سلامتی اور خوشحالی عبارت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جوں جوں معاشی بہتری کا سفر آگے بڑھے گا جمہوریت کی جڑیں مزید مضبوط ہوں گی اور اس پر قوم کے اعتماد میں اضافہ ہوگا۔ جو عناصر جمہوریت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں عوام کی طاقت سے انہیں ناکام بنا دیا جائے گا۔

معزز قارئین کرام!

پیغام ٹی وی کی فریکوئنسی تبدیل ہوچکی ہے۔۔۔!! نئی فریکوئنسی نوٹ فرما لیجئے۔

Satellite:AsiaSat 3S 105.5 °E

Frequency:4082

Symbol Rate:3185

Horizontal:Polarity

پیغام ٹی وی کی نشریات کے سلسلے میں
کسی بھی قسم کی تکنیکی اور فنی معلومات کے حصول کے لیے
براہِ راست ڈائل کیجئے

+92-321-9445731 +92-321-7165256

+92 342-6000460, +92 313 6768774

احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

سالگرہ منانا اور کیک کاٹنا

سوال بچے کی پیدائش کے بعد جب اس کی ولادت کا دن دوبارہ آتا ہے تو سالگرہ منائی جاتی ہے، اس موقع پر سالگرہ کا کیک کاٹا جاتا ہے اور تحائف کا تبادلہ بھی ہوتا ہے، خوشی و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے، اس کے متعلق شرعی حیثیت واضح کریں؟

جواب اہل اسلام کے ہاں اس انداز سے سالگرہ منانا مستحسن امر نہیں ہے، یہ سالگرہ جواز کی نسبت بدعت کے زیادہ قریب ہے، مغربی لوگ اس طرح سے سالگرہ مناتے ہیں اور کیک وغیرہ کاٹتے ہیں۔ مسلمان کو ایسے مواقع پر اہل مغرب کی مخالفت کا حکم ہے، اگر کوئی اس کا اہتمام ثواب سمجھ کر کرتا ہے تو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی ولادت یا آئندہ یوم ولادت کے موقع پر ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بچے کی ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کرنے کا حکم ہے۔ صحابہ کرامؓ کے ہاں بھی بچوں کی پیدائش ہوتی تھی انہوں نے آئندہ یوم ولادت کے وقت سالگرہ منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ لہٰذا ہمیں بھی ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے جنہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد تین افضل صدیوں میں نہیں کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' (صحیح بخاری، الصلح: ۲۶۹۷)

ایک حدیث بایں الفاظ منقول ہے: ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا امر نہ ہو تو وہ بھی مردود ہے۔'' (صحیح مسلم، الاقضیہ: ۱۷۱۸)

بہرحال بچوں کی سالگرہ کو اگر دینی رنگ نہ بھی دیا جائے تو بھی مغربی تہذیب سے تعلق کی بناء پر اسے اختیار کرنا اور اس کے متعلق خصوصی اہتمام کرنا ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ (واللہ اعلم)

سیر و تفریح کے لیے غیر مسلم ممالک کا سفر

سوال اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہم مسلمان سیر و تفریح کے لئے کسی کافر ملک کا انتخاب کرتے ہیں، کیا سیر و سیاحت کے لئے ایسے ممالک میں جانا جائز ہے جہاں غیر مسلم لوگوں کی حکومت ہو؟

جواب کفار کے ممالک کی طرف بوقت ضرورت سفر کرنا جائز ہے، لیکن اس کے لئے تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو حسب ذیل ہیں:

☆ اس کے پاس شرعی علم اس قدر ہو کہ وہ کفار کے شکوک و شبہات کا شافی جواب دے سکے۔ ☆ اس پر دینی رنگ اس قدر غالب ہو کہ غیر مسلم لوگوں کی تہذیب سے متاثر نہ ہو سکے۔ ☆ اسے سفر کرنے کی کوئی حقیقی ضرورت ہو جو اسلامی ممالک میں پوری نہ ہو سکتی ہو۔

اگر مذکورہ شرائط کسی میں نہیں پائی جاتیں تو اسے غیر مسلم ممالک کا سفر نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں اس کے اخلاق و کردار کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر علاج یا تعلیم وغیرہ کے حصول کے لئے غیر مسلم ممالک میں جانا ہے جو اپنے ملک میں حاصل نہ ہو سکتی ہو تو مذکورہ شرائط کے ساتھ سفر کرنے میں چنداں حرج نہیں۔ جہاں تک سیر و تفریح اور سیاحت کا تعلق ہے تو اس کے لئے مسلم ممالک میں بہت سے تفریحی مقامات ہیں جنہیں دیکھا جا سکتا ہے لہٰذا اگر انسان کے پاس فرصت کے لمحات میسر ہوں اور وہ سیر و سیاحت کا شوق پورا کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے مسلم ممالک کا رخ کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

گرین کارڈ کے لیے پیپر میرج

سوال ہمارے ہاں اکثر لوگ گرین کارڈ کے حصول کے لئے مغربی ممالک کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر کاغذی طور پر ایسی عورت سے شادی کر لیتے ہیں جسے وہاں کی شہریت حاصل ہوتی ہے تاکہ نکاح کرنے والے کو گرین کارڈ کے حصول میں سہولت رہے، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

جواب اسلام میں نکاح کے جو مقاصد ہیں وہ متعین ہیں، ان میں سرفہرست حسن معاشرت ہے اور ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھنا ہے۔ صورت مسئولہ میں نکاح کرتے وقت اس طرح کے مقاصد پیش نظر نہیں ہوتے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لئے ایسے اقدامات جائز نہیں جن کی شریعت میں گنجائش نہ ہو۔ گرین کارڈ کے حصول کے لئے اس طرح کا فریب کرنا شرعاً جائز نہیں۔ نیز اس میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ عورت ماہانہ ''وظیفہ'' کے لالچ میں کئی ایک لوگوں سے نکاح کا ڈھونگ رچا لیتی ہے تاکہ اسے وظیفہ ملتا رہے۔ بعض ایسے واقعات بھی سننے میں آتے ہیں کہ اس طرح کا نکاح کرنے والے ایک دوسرے سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں اور انہوں نے نکاح کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں ہوتا، محض کاغذی کارروائی کی ہوتی ہے جو انٹرنیٹ پر مکمل کر لی جاتی ہے۔ نکاح کرنے والے کا مقصد صرف گرین کارڈ کا حصول اور عورت کا مقصد صرف ماہانہ وظیفہ حاصل کرنا ہے، حسن معاشرت یا خاندان کی بنیاد کا دور، دور

تک کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ لہٰذا ہمارے رجحان کے مطابق اس طرح کا دھندا شرعاً ناجائز ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

قبل از وقت نماز ادا کرنا

سوال اگر قبل از وقت نماز پڑھ لی جائے تو کیا وقت آنے پر دوبارہ پڑھنا ہوگی یا پہلے سے پڑھی ہوئی نماز کافی ہوگی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب شریعت نے نماز کے اوقات مقرر کئے ہیں، بلاوجہ اسے قبل از وقت ادا کرنا جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بے شک نماز کا اہل ایمان پر مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض ہے۔'' (النساء:۱۰۳) حدیث میں ہے کہ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری، المواقیت:۵۴۱)

قرآنی آیت اور پیش کردہ حدیث کے مطابق اگر کسی نے وقت سے پہلے نماز ادا کی ہے تو اس سے فرض کی ادائیگی نہ ہوگی، البتہ اس نماز کو نفل شمار کیا جائے گا۔ یعنی اسے نفل کا ثواب مل جائے گا لیکن وقت ہونے کے بعد اسے دوبارہ ادا کرنا ہوگا، پہلی ادا شدہ نماز کافی نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم)

حالت جنابت میں ادا کی گئی نماز

سوال میں نے صبح کی نماز ادا کی، نماز کے بعد مجھے پتہ چلا کہ مجھے غسل کرنا چاہیے تھا کیونکہ کپڑوں پر احتلام کے اثرات تھے، ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے، مجھے نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی یا پہلی نماز کافی ہوگی؟

جواب اگر کسی انسان کو نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ وہ بے وضو تھا یا اس نے غسل کرنا تھا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وضو کرے اگر وضو کرنے کی ضرورت تھی اور غسل کرے اگر اس پر غسل کرنا فرض تھا پھر دوبارہ نماز کو ادا کرے، ناپاکی کی حالت میں ادا کی ہوئی نماز شرعاً نماز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز بھی قبول نہیں کرتا۔'' (نسائی، الطھارۃ:۱۳۹)

اس حدیث کے پیش نظر ناپاکی کی حالت میں ادا کردہ نماز باطل ہے، اس سے کسی قسم کے ثواب کی امید نہ رکھی جائے، یعنی وہ نوافل میں بھی تبدیل نہیں ہوگی۔ (واللہ اعلم)

مسافر امام کے پیچھے نماز

سوال ہمارے ہاں مسجد میں اگر کوئی عالم دین آجائے تو امام مسجد اس کے احترام میں اسے نماز پڑھانے کے متعلق کہہ دیتے ہیں، جب کہ مہمان نے نماز قصر پڑھنا ہوتی ہے لیکن بعض نمازی اسے اچھا نہیں سمجھتے، وہ امام کو مجبور کرتے ہیں کہ خود نماز پڑھائیں، کیا مسافر کے پیچھے مقیم کی نماز نہیں ہوتی، کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب اگر مسجد میں کوئی عالم دین آجائے تو احترام کے پیش نظر اسے نماز پڑھانے کے لئے کہنا جائز ہے اور مقیم آدمی، مسافر کے پیچھے نماز ادا کرسکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مکہ تشریف لائے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کو دو رکعت پڑھائیں اور فرمایا: ''اے اہل مکہ! تم اپنی نماز مکمل کرلو، ہم تو مسافر لوگ ہیں۔'' (موطا امام مالک ص ۱۴۹ ج ۱) اس لئے مقتدی حضرات کو یہ عمل برا محسوس نہیں ہونا چاہیے اور انہیں اپنے امام کو اس امر پر مجبور نہیں کرنا چاہیے کہ وہ کسی مہمان کی موجودگی میں خود ہی نماز پڑھائے۔ بہرحال امام مسجد کا عمل شریعت کے عین مطابق ہے۔ (واللہ اعلم)

رات کے وقت میت کی تدفین

سوال کیا رات کے وقت میت کو دفن کرنا منع ہے، قرآن وحدیث کے مطابق اس کی وضاحت کریں؟

جواب رات کے وقت میت کو دفن کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہ ہدایت دی ہے جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

''اپنے مرنے والوں کو رات کے وقت دفن نہ کرو الا یہ کہ تم اس کے لئے مجبور کردیئے جاؤ۔'' (ابوداؤد، الجنائز:۳۱۴۸) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت میت کو دفن کرنے کے متعلق ڈانٹا ہے، ہاں اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو تو چنداں حرج نہیں۔ (صحیح مسلم، الجنائز:۹۴۳)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت میت کو دفن کرنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ رات کے وقت نماز جنازہ میں کم لوگ شریک ہوں گے، لہٰذا اگر دن کے وقت جنازہ پڑھ لیا گیا ہو اور کسی عذر کی وجہ سے رات کو دفن کرنا پڑے تو ایسا کرنا ممنوع نہیں۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت ایک آدمی کو قبر میں داخل کیا تھا۔ (ابن ماجہ، الجنائز:۱۵۲۰) امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''رات کے وقت دفن کرنا۔''

پھر سند کے بغیر یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ (صحیح بخاری، الجنائز قبل حدیث:۱۳۴۰)

بہرحال کسی مجبوری کے بغیر میت کو رات کے وقت دفن نہیں کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

زندگی کو نیکیوں کے لیے غنیمت جانیے!

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر عبدالرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

مترجم ——— جناب حافظ محمد سرور ——— نظر ثانی ——— جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد، اے بندگانِ الٰہی!

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارِ عمل بنایا ہے، یہاں ہر کسی کی میعاد مقرر ہے جبکہ آخرت اس دنیا میں کیے گئے اعمال کے لیے دارِ جزاء کی حیثیت رکھتی ہے، اگر اعمال اچھے ہوں گے تو وہاں بھی اچھا بدلہ ملے گا اور اگر اعمال برے ہوئے تو وہاں بدلہ بھی برا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاؤُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ﴾ (النجم:۳۱)

''زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور اُن لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔''

اسی طرح اس کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الکھف:۷)

''واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ اِن لوگوں کو آزمائیں اِن میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور اس مقصد کی راہ میں ان کی مدد کرتے ہوئے ان کے لیے اپنی تمام مخلوقات مسخر کر دیں اور انہیں تمام ذرائع مہیا کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ﴾ (لقمان:۲۰)

''کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟''

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (الجاثیۃ:۱۲-۱۳)

''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اُس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار رہو۔ اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے، اِس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرنے والے ہیں۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ○ وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾ (ابراھیم:۳۲-۳۴)

''اور دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کیا۔ جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لیے مسخر کیا۔ جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔''

انسان جب غور وفکر کرے، نصیحت پکڑے، اللہ کی نوازشوں اور عطاؤں کا شعور حاصل کرے، اللہ نے اسے جو خوبیاں اور صفات عطا کی ہیں اور نیکیاں کرنے اور برائیوں سے بچنے کی جو توفیق دی ہے، اس کا ادراک کرے اور جان لے کہ آخرت کا گھر ہی ابدی ٹھکانہ ہے، وہاں یا تو ہمیشہ کی نعمتیں ہوں گی یا دردناک عذاب ہوگا۔ جب انسان یہ ساری باتیں سمجھ لے تو یقینی طور پر وہ اپنے وقت کی حفاظت اور نگہبانی کرے گا، اپنی زندگی کو نیک اعمال سے بسائے گا اور اپنی دنیا کو شریعت سے سدھارے گا تاکہ اس کی دنیا اس کے لیے اور اس کے بعد والوں کے لیے بہتر بن جائے اور آخرت میں کام آجائے۔

کیونکہ آدمی کی وہ دنیا خیر سے یکسر خالی ہوتی ہے جس میں دینِ حنیف کی حکمرانی نہ ہو اور ایسی دنیاوی زندگی میں کوئی برکت نہیں ہوتی جس پر اللہ کے دین کی نگہبانی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ○ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ○ كُلًّا نُّمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾

(بنی اسرائیل:۱۸-۲۰)

''جو کوئی فوری فائدے کا خواہشمند ہو، اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔ اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لیے کوشش کرے جیسی کہ اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے، اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی کوشش مشکور ہوگی۔ اِن کو بھی اور اُن کو بھی، دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامان زیست دیے جا رہے ہیں، یہ تیرے رب کا عطیہ ہے، اور تیرے رب کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔''

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ﴾ (التوبة:55)

''ان کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکار حق ہی کی حالت میں دیں۔''

اسی طرح ارشاد فرمایا:

''اے محمد ﷺ! ان سے کہو کس نے اللہ کی اُس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں، اور قیامت کے روز تو خالصتاً انہی کے لیے ہوں گی۔'' (الاعراف:32)

اے دانش مند انسان! کیا اس بات میں شک کی کوئی گنجائش ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی سامان اور فانی نعمت ہے؟! اگر تو اس بات سے غافل ہے تو گزرے ہوئے لوگوں سے نصیحت حاصل کر، کیونکہ زمانہ ماضی پر غور وفکر میں عقلمندوں کی نصیحت کے لیے بہت کچھ موجود ہے۔

اے پابندِ حکم الٰہی! جب اللہ کا یہ فرمان تیرے سامنے ہے کہ

﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى﴾ (الاعلیٰ:16-17)

''تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔''

تو پھر تجھے چاہیے کہ ہمیشہ رہنے والی آخرت کے لیے عمل کر اور وہ نعمتیں حاصل کرنے کے لیے تگ و دو کر جو کبھی ختم اور زائل نہ ہوں گی تا کہ تو اس آگ سے بھی محفوظ ہو جائے جس کی حرارت بے پناہ اور جس کی گہرائی لامتناہی ہے، جس میں داخل ہونے والوں کو کھانے کے لیے تھوہر اور پینے کے لیے پیپ اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُؤُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ○ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ○ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ○ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾

(الحج:19-22)

''وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے اُن کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں، اُن کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ جس سے اُن کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے۔ اور اُن کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔ جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اُسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک ایسے دوزخی کو لایا جائے گا جسے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں حاصل تھیں۔ اسے آگ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم! کیا کبھی کوئی سکھ دیکھا؟ کیا کبھی کوئی نعمت ملی ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ نہیں اے میرے پروردگار! میں نے کبھی کوئی نعمت نہیں دیکھی۔ پھر ایک ایسے جنتی لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ پریشان حال تھا، اسے جنت کی ایک جھلک دکھانے کے بعد پوچھا جائے گا کہ اے فرزند آدم! کیا کبھی کوئی پریشانی دیکھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی دکھ پہنچا ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ نہیں اے میرے پروردگار! مجھے کبھی کوئی دکھ نہیں پہنچا اور نہ کبھی میں نے کوئی پریشانی دیکھی ہے۔ (مسلم)

اے بندگانِ الٰہی! اللہ کے پاس جو کچھ انعامات ہیں، محض اس کی فرمانبرداری سے حاصل کیے جا سکتے ہیں، یاد رکھو کہ اللہ کا سودا بہت قیمتی ہے اور اس کا سودا وہی ہے جسے جنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

کسی انسان کی عمر کا دورانیہ ہی وہ تجارت ہے کہ اگر آدمی اسے نیکیوں میں کھپا دے تو کامیاب ہو جاتا ہے اور اگر حرام اور بے ہودہ کاموں میں لگا دے تو ناکام رہتا ہے۔

سب سے اچھی، نفع مند اور مبارک زندگی اس آدمی کی ہوتی ہے جو اپنی زندگی میں نبی کریم ﷺ کی سیرت پر چلے کیونکہ آپ ﷺ کی سیرت ہی سب سے کامل سیرت ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ اپنے خطبوں میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے افضل طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، سب سے برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے گھڑ لیے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مسلم)

اس لیے جو شخص اپنی زندگی میں نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے گا، وہ مکمل خیر سے دامن بھرے گا اور نعمتوں والی جنتیں اس کا مقدر ہوں گی۔ اور جو شخص نبی کریم ﷺ کی سیرت سے محروم ہوا وہ ہر طرح کی خیر سے محروم ہو گیا اور جو شخص آپ ﷺ کی سیرت کے کچھ حصے سے محروم ہوا، وہ اسی قدر خیر سے محروم ہو گیا۔

ایک صحابی فرماتے ہیں ''ہم اپنے بچوں کو نبی کریم ﷺ کی سیرت یوں سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کریم سکھاتے تھے۔''

اس عمل سے صحابہ کرام کا مقصود نبی کریم ﷺ کی پیروی تھی چنانچہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور لوگوں کو راہ دکھانے والی بہترین جماعت قرار پائے۔

اگر ایک مسلمان عبادت، معاملات، اخلاص، نصرتِ دین اور اپنے دیگر معاملات کو نبی کریم ﷺ کی سنت اور سیرت کے معیار پر پرکھے، تو اسے عمل کے سلسلے میں اپنی کوتاہی کا ادراک ہو جائے گا، وہ اللہ کی مدد سے اپنی خامیوں کی تلافی کرے گا اور اس کے تمام امور صراطِ مستقیم پر قائم ہو جائیں گے۔

مسلمان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ اپنی عمر غفلت میں گنوا دے، مفید علم اور نیک عمل سے اعراض کرے اور ایسے بے مقصد کاموں میں مشغول رہے جو نہ دین میں فائدہ مند ہوں نہ دنیا میں بالخصوص نوجوانوں کو اس حوالے سے ہر اس بات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے جس سے ان کا دین، اخلاق اور کردار محفوظ رہے۔ ان کی سعادت یقینی ہو اور ان کی آئندہ زندگی پر کوئی منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔

انسان کی زندگی کے ہر مرحلے پر اس کی سابقہ زندگی کا اثر ہوتا ہے، انٹرنیٹ پر وہ ویب سائٹیں ٹٹولنا جو اسلامی اخلاق سے عاری کر دیتی ہیں اور ان سے متاثر ہونا، الحاد اور فساد کی بنیاد پر لکھی گئی کتابیں پڑھنا، تباہیوں کی راہوں پر چلنے والے خواہش پرستوں اور بروں کی

صحبت اپنانا اور ان ٹی وی چینلوں کو دیکھنے میں اپنا وقت برباد کرنا جو خیر سے روکتے اور شر کو اور حرام امور کو خوبصورت بنا کر پیش کرتے ہیں، یہ تمام کام مسلمان کے لیے بالخصوص نوجوانوں کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں۔

اسی طرح رات کو جاگتے رہنا اور دن کو سو جانا بھی خطرناک عادت ہے، اس بری عادت سے آدمی کی طبیعت میں تغیر آجاتا ہے، عام طور پر یہ عادت تب پڑتی ہے جب آدمی فارغ ہو۔ اس عادت پر چلنے والا آدمی تعمیری کام نہیں کر پاتا اور پڑھائی میں بھی ٹھوکریں کھانے لگتا ہے۔ عام طور پر نوجوانوں کو یہ عادت پڑ جائے تو وہ پڑھائی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس عادت سے آدمی کو بہت سارے جسمانی اور نفسیاتی امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس عادت کے رسیا لوگوں کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، ان میں صبر وتحمل کا مادہ ختم ہو جاتا ہے، وہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور شیطان کی گرفت ان پر مضبوط ہو جاتی ہے کیونکہ رات کے وقت شیطان انسان سے وہ کچھ کروا لیتا ہے جو دن کے وقت نہیں کروا سکتا۔ دن کو سونے کی یہ عادت عمر کو اور بہت سارے اچھے امور کو برباد کر دیتی ہے، رات کو جاگتے رہنے سے عام طور پر نشہ آور اشیاء کی لت پڑ جاتی ہے اور اخلاق میں بھی بگاڑ آجاتا ہے۔

نوجوانوں کے مسائل بہت زیادہ ہیں جبکہ ان کا علاج نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے میں پنہاں ہے۔ والدین، اساتذہ اور معاشرے کے اہل دانش افراد کی ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کے لیے اچھے کردار کا نمونہ پیش کریں بالخصوص چھوٹے بچوں کے لیے کیونکہ وہ جو کچھ دیکھتے ہیں، اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے پاس یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ نیک لوگوں کی سیرتوں کا علم حاصل کریں اور اچھے برے کی جانچ کر سکیں۔

سیدھی راہ پر گامزن رہنے کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرنا اللہ کا حکم اور اس کے پیغمبر ﷺ کی تلقین ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''باہمی ہمدردی، محبت اور الفت میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے جس کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ○ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَّكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ (آل عمران:۱۰۲-۱۰۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔''

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد، اے اہل اسلام! اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کو یاد کرو اور ان کا شکر ادا کرنے کے لیے جس قدر بس میں ہو، فرائض اور نوافل ادا کرو، کیونکہ اللہ کا شکر اس کی فرمانبرداری اپنا کر اور نافرمانی سے باز رہ کر ہی ادا کیا جا سکتا ہے۔

اے مسلمانو! اے امت محمدیہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے پہلے لوگوں میں عافیت رکھی تھی کیونکہ انہوں نے سنت کو تھاما جبکہ اس امت کے آخری حصے پر لوگوں کے اپنے اعمال کے سبب آزمائشیں آئیں گی۔

نبی کریم ﷺ نے ہمیں بدعات اور حرام امور سے بچنے اور اعلیٰ درجات پر فائز ہونے کا راستہ بتا دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور بات سن کر مان لینے کی نصیحت کرتا ہوں خواہ تم پر کسی غلام کو امیر مقرر کر دیا جائے، کیونکہ جو کوئی تم میں سے میرے بعد زندہ رہا، وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، چنانچہ تم میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اسے مضبوطی سے تھام لینا، اور ایسے کاموں سے بچو جو نئے ایجاد کیے جائیں کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (ترمذی)

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ ''جب میری امت میں بگاڑ رونما ہو جائے گا، اس وقت میری سنت کو تھامنے والے کو پچاس لوگوں کا ثواب ملے گا'' صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! پچاس لوگ ان کے یا ہمارے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے۔''

اے اللہ! تمام مسلمانوں کو اپنے نبی ﷺ کی سنت پر ثابت قدم رکھ، اے اللہ! اے پروردگار عالم! ہمیں دنیا اور اخرت میں ان کے پیروکاروں میں شامل فرما یقیناً تو ہی الٰہ ہے اور بڑے فضل والا ہے۔ آمین! ●●

بقیہ عدالت صحابہؓ

مذکورہ آیات قرآنی پڑھنے کے بعد اگر کوئی شخص ان صحابہ کرامؓ کی شان میں بے ادبی کرے، انہیں گالی گلوچ دے یا ان کی توہین کرے تو گویا اس نے اللہ رب العالمین کی حکم عدولی کی اور اللہ کی وصیت سے انحراف کیا۔ اور یہ ایک کلمہ گو مسلمان کیلئے کیسے سزاوار ہے کہ وہ ان نفوس قدسیہ کے خلاف لب کشائی کی جرأت کرے جبکہ وہ فضائل اور خیر کے کاموں میں ہم سے سبقت لے جانے والے تھے۔

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة:۱۰۰)

اس آیت کریمہ میں لشکر اسلام کے دو بازو انصار و مہاجرین کا جس انداز میں ذکر کیا گیا ہے اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگلی آیت پر بھی نظر ڈال لیجئے:

﴿لَقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبة:۱۱۷)

''اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار کے حال پر بھی جنہوں نے تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا۔ اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل میں تزلزل پیدا ہو چکا تھا پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بیشک وہ بڑا مشفق ومہربان ہے۔''

امام احمد بن حنبلؒ نے ان گرانقدر ہستیوں صحابہ کرام کی فضیلت کے متعلق تقریباً دو ہزار احادیث اور آثار جمع کیے ہیں اور ان محترم ہستیوں کی فضیلت سے واقفیت کیلئے یہ انتہائی اہم مجموعہ ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عدالت صحابہ کا حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت پر مبنی ہے، اس عظیم شہادت کے بعد ان بزرگوں کے متعلق مزید کسی دوسرے کی شہادت کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مأخوذ از موسوعۃ الدفاع من صحابۃ رسول اللہ ﷺ ۱/۱۳۳)

پیغمبر امن صلی اللہ علیہ وسلم

جمع وترتیب
جناب پروفیسر
محمد زبیر حسین

آج سے چودہ سو سال قبل دنیا کی حالت انتہائی ابتر ہو چکی تھی، ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا، ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ عفت وحیا اور شرافت، جہالت کی تاریکیوں میں سسک رہی تھی، انسانیت ضلالت و گمراہی کی تاریکی میں دم توڑ رہی تھی، احترامِ آدمیت کا جذبہ ناپید ہو چکا تھا۔ وحشت و بربریت کی گود میں پروان چڑھنے والے لوگ انسان وحیوان میں کوئی فرق روا نہ رکھتے تھے۔ جرم وگناہ کی وادی میں وہ بجائے نادم و پشیمان ہونے کے شاداں وفرحاں تھے۔ کائنات بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی اور کفر وعصیان کی بجلیاں کوند رہی تھیں۔ غریب مظلومیت کی چکی میں پس رہے تھے۔ بیواؤں اور یتیموں کا کوئی ملجا و ماویٰ نہ تھا، عورت محض زینتِ بازار کے لئے مختص ہو چکی تھی۔ توحید کا کوئی نام لیوا نہ تھا، خدائے واحد کا در چھوڑ کر اغیار کے در پہ جبینِ نیاز کو جھکایا جاتا تھا۔ اوس وخزرج اپنے خونی رشتے کو پسِ پشت ڈال کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے۔ عرب قبائل آپس میں دست وگریباں تھے۔ قیصر وکسریٰ ایک دوسرے کی رعایا کے ڈھانچوں پر اپنے محلات تعمیر کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ دوسری طرف عرب و ہندوستان اور روم وایران کے تمام روحانی مراکز کی مذہبی حرارت سرد ہو چکی تھی۔

ان حالات میں کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو اٹھ کر مظلوموں کی آہ و وزاری سنتا اور ان کو ہمدردی کے ساتھ سینے سے لگاتا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر محمد کریم ﷺ کو دنیا میں بھیجا اور ایسا دین دے کر بھیجا جس کا معنی ہی امن وسلامتی ہے۔ اسلام کا ماٹو اور مسلمانوں کا شعار بھی امن وسلامتی ہے۔ پیغمبر اسلام نے دنیا میں ایسا امن وامان قائم کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ جب ہم تاریخ کے اوراق میں امن کے تاج کا اہل ڈھونڈتے ہیں تو مغربی مفکرین کارلیل، مائیکل ہارٹ، لارڈ ہیڈلے اور ٹالسٹائی بلا اختلاف محمد رسول اللہ ﷺ کو پیغمبر امن قرار دیتے نظر آتے ہیں۔ ۲۳ سال کے مختصر ترین عرصہ میں ایسا امن وامان قائم کیا کہ تاریخ انسانی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کہاں غلاموں کو جانوروں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ پیغمبر امن نے مالک کو برابر کا کھلانے اور پہنانے کا حکم دیا۔ (صحیح ابوداؤد:۵۱۶۱)

کہاں غریبوں کو حیوانوں کی طرح مارنے پیٹنے والے آج ایک غریب کو مارنے پر گورنر مصر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سمیت قانون پیغمبر امن کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ کہاں بنت حوا زینت بازار بن چکی تھی اور اس کی آبرو ریزی کو قابل تحسین کارنامہ سمجھا جاتا تھا لیکن آج پیغمبر امن نے اس کے قدموں تلے جنت قرار دے دی۔ (النسائی:۳۱۰۶، وابن ماجہ:۲۷۸۱)

کہاں معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنا عظمت و شرافت کا ثبوت تھا لیکن آج پیغمبر امن نے کہا کہ جو دو بیٹیوں کی پرورش وتربیت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مسلم:۲۶۳۱)

محمد رسول اللہ ﷺ نے تمام عرب کی شیرازہ بندی کے لیے ﴿انما المومنون اخوة﴾ کے تحت ایک ایسا رشتہ قائم کر دیا کہ ہر طرف امن ہی امن اور سلامتی ہی سلامتی کی صدا آ رہی تھی۔

صرف ایک کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی برقی رَو عرب کی تمام اتحادی روح کو حرکت دے رہی تھی۔

رب کائنات نے اس اتحاد کو اپنی مخصوص نعمت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً﴾ (آل عمران:۱۰۳)

کہیں نبی کریم ﷺ طائف میں پتھر کھا کر ان کے لیے امن کی دعا کر رہے ہیں اور کہیں میدانِ احد میں زخموں سے چور ہو کر اللہ سے کہہ رہے ہیں:

((رب اغفر لقومی فانهم لا یعلمون)) (مسلم:۱۷۹۲)

شاعر اپنے الفاظ میں کہتا ہے:

رسول پاک کی سیرت کا یہ کتنا حسین رُخ ہے
خدائے پاک سے دشمن کے حق میں بھی دعا کرنا

حبار بن اسود جس نے جگر گوشۂ رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مارا، جب وہ امن کے داعی کے پاس حاضر ہوا تو میرے نبی نے اس کو بھی رحمت کی چادر میں جگہ دی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی جس نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کا کلیجہ چبا کر نبی کریم ﷺ کو شدید صدمہ پہنچایا تو وہ بھی امن کے داعی کے پاس خیر کی اُمید سے حاضر ہوئیں۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ بن اثال جو اشتہاری قرار دیا جا چکا تھا لیکن وہ گرفتار ہوا تو پیغمبر امن نے اس کے خورد ونوش کا اپنے گھر سے بندوبست کیا، تین دن قتل کی دھمکیاں دینے کے باوجود بھی اس کی معافی ورہائی کا حکم دیا۔ (مسلم:۱۷۶۴)

فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے امن وامان کی ایسی مثال پیش کی کہ بڑے بڑے فاتح ہٹلر، ہلاکو، چنگیز، مسولینی اور لینن بھی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر رہے۔

اہل مکہ مغلوب ومحصور ہو کر سامنے کھڑے ہیں، ان میں وہ بھی ہیں جو پاگل ومجنون اور دیوانہ و جادوگر کا الزام لگاتے تھے۔ وہ بھی ہیں جو سمیہ رضی اللہ عنہا، زنیرہ رضی اللہ عنہا اور آلِ جعفر کو انسانیت سوز سزائیں دیتے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹانے والے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکہ بدر کرنے والے، شعبِ ابی طالب میں تین سال تک محصور کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اپنی جان کے پیاسے جن سے بچنے کے لیے مکہ کو چھوڑا تھا، آج سب سامنے مجرموں کی صف میں کھڑے ہیں، تب فاتح مکہ نے پوچھا کہ کیا سلوک چاہیے؟ سب یک زباں ہو کر بولے:

''بھلائی کا سلوک، بلند ظرف بھائی اور بلند ظرف بھائی کے بیٹے ہو'' تو پیغمبر امن نے کہا:

((لا تثریب علیکم الیوم، اذهبوا فانتم الطلقاء))

(البدایة والنهایة لابن کثیر والاصابة لابن حجر)

باقی صفحہ 14 پر

عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

تحریر: ڈاکٹر شیخ محمد بن احمد الصالح

صحابہ کرام کا مقام اتنا بلند اور اعلیٰ ہے کہ ان کی عظمت اور عدالت امر مسلم ہے، چاہے وہ مہاجرین میں ہوں یا انصار یا جو بھی اس قافلہ میں ان کے ساتھ ایمان و استقامت کے ساتھ شامل رہے۔ ان کی عظمت کیلئے اللہ رب العزت کی شہادت ہی کافی ہے، اسی نے ان کی گواہی دی، اسی نے ان کی پاکیزگی کی شہادت بیان کی۔ اسی نے ان کا تذکرہ قرآن مجید کی مختلف آیات میں کیا اور متعدد احادیث میں ان کا ذکر وارد ہوا ہے، اس گواہی کے بعد انہیں مزید کسی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اس شہادت کے بعد کسی دوسری شہادت کی چنداں ضرورت نہیں، یہی وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنہوں نے ہجرت کی سعادت حاصل کی، یہی وہ بزرگ شخصیات ہیں جنہوں نے جہاد میں حصہ لیا، اسلام کے دست و بازو بنے، اسلام کی خاطر اپنی دولت جان و مال لٹا دی۔ یہ سب کچھ ان کی دین سے محبت، ایمان میں پختگی اور عقیدہ کی سچائی کے بغیر ممکن نہیں۔ صحابہ کے اس جذبہ اور استقامت کی بنیاد پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جو ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرے وہ زندیق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ برحق نبی ہیں، قرآن سچا کلام ہے اور جو کچھ اس میں بیان کیا گیا وہ برحق ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کچھ بے دین لوگ چاہتے ہیں کہ کتاب عزیز اور سنت مطہرہ کو باطل اور غلط ٹھہرائیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں عزت دی۔ فرمان رسالت ہے:

((الله الله فی اصحابی الله الله اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی أبغضهم ومن آذاهم فقد اذانی ومن آذانی فقد آذی الله، ومن آذی الله فیوشك أن یاخذه))

''خبردار! میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو! میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ، جس نے ان کے ساتھ محبت کی اس نے میری محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی اور جو اللہ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے، اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔''

ابو محمد بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ سب کے سب یقینی طور پر جنتی ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة:۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار اسلام قبول کرنے میں سابق اور مقدم ہیں اور جو لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہوا۔ وہ لوگ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کیلئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾ (حدید:۱۰)

''تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور قتال کیا اور جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور قتال کیا دونوں برابر نہیں بلکہ پہلے گروہ کا درجہ اونچا ہے اگرچہ کہ دونوں کیلئے اللہ کی طرف سے بھلائی کا وعدہ ہے۔''

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ (انبیاء:۱۰۱)

''جن لوگوں کیلئے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے وہ سب جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔''

یہ اور اس مفہوم کی متعدد آیات میں ان مہاجرین اور انصار کا خصوصی ذکر ہے جنہوں نے ابتدا میں اسلام قبول کیا، پھر وہ لوگ جو اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے پیش روؤں کے ساتھ چمٹے رہے اور جو ہدایت کا نور انہیں دیا گیا اس سے وابستہ رہے بلاشک وشبہ یہ فوز وفلاح سے ہمکنار ہونے والا گروہ ہے۔ ان میں مراتب، شرف اور فضیلت میں اونچے حضرات ابوبکر، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر باقی عشرہ مبشرہ جنہیں زمین پر ہی جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ ان کے بعد معرکۂ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہونے والے، پھر بیعت رضوان سے مشرف ہونے والے اور وہ تمام جو فتح مکہ سے قبل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ فرزندان امت اسلامیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان عالی ہمت بلند ہستیوں کو پہچانیں جنہوں نے امت کی شان بڑھائی، اس کی عظمت کو چار چاند لگائے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس امت کی عظمت کا تذکرہ ان اولوالعزم ہستیوں کے بغیر نامکمل ہے، ان ہستیوں کو الگ کر دیا جائے تو انسانیت بھی اپنی عظمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔

امام یوسفؒ نے فرمایا کہ بہت سے احکام کا تعلق انسان کے اپنے دین اور ذاتی اعمال کے ساتھ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جب کسی گواہی پر حکم لگایا جا سکے یا اس کی شہادت پر فیصلہ کیا جائے تو اس کا نام اور نسب بھی معروف ہو، اس کی سچائی بھی مسلم ہو اور اس کے حالات کا علم ہو تو اسی وقت اس کی شہادت کی اہمیت ہوگی۔

خطیب بغدادیؒ نے فرمایا کہ کوئی بھی حدیث جس کی سند راوی سے لے کر نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہو، اس وقت تک قابل عمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس سند کے افراد کی عدالت ثابت نہ ہو جائے۔ ان کے احوال معلوم ہونا ضروری ہیں سوائے صحابہ کرام کے، کیونکہ ان کی عدالت امر مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکیزگی، عدالت اور تقویٰ کی گواہی دی ہے جو کہ قرآن سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران:۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے ہی پیدا کی گئی ہے، کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

امام الحرمین الجوینیؒ نے فرمایا کہ مذکورہ آیت کا تعلق صحابہ کرام کے ساتھ ہے، یہ بات مفسرین کے درمیان متفق علیہ ہے۔ لہٰذا ان پاک ہستیوں کی عدالت قرآن سے ثابت ہے اور ان کا تزکیہ خود اللہ نے فرمایا ہے۔ مزید فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطاً لِّتَكُونُواْ شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً﴾ (بقرة:۱۴۳)

''اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہو جائیں۔''

شہادت انہی کی قبول کی جاتی ہے جو بذات خود عادل ہوں، آیت کریمہ میں فرمایا گیا وسط یعنی عدالت سے متصف لوگ۔ مزید فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحاً قَرِيباً﴾ (فتح:۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومن بندوں سے راضی ہو گیا جب درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اس سے وہ باخبر ہے اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریبی فتح عطا فرمائی۔''

اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہو جائے ان پر ناراضگی کیسے؟ اللہ نے جس چیز کی خبر دی وہ غلط نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے سب کا علم رکھتا ہے۔ اگر اللہ کو معلوم تھا کہ وہ اپنے ایمان پر قائم نہیں رہیں گے تو کبھی ان کی عدالت کی گواہی نہ دیتا۔ رہی بات سنت یا صحابہ کے مقام کی تو اس میں مختلف احادیث موجود ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی، ان کا تزکیہ فرمایا اور ان کے احترام و اکرام کا ہمیں حکم دیا بلکہ ان کے ساتھ محبت ہمارے لئے ضروری قرار دی گئی اور ان کی شان میں بے ادبی ناروا ہے۔ ان کے ساتھ بغض اور نفرت حرام ہے کیونکہ ان سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض نفاق اور گمراہی ہے۔ از الغاية فی شرح الهداية فی علم الرواية ۱/۳۸۲۔۳۸۱

عدالت صحابہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ

صحابہ کرام کی عدالت کا مسئلہ اہل سنت کے ہاں یقینی طور پر عقیدہ کے مسائل اور ضروریات دین میں سے ہے، لہٰذا اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ صحابہ کرام کے ساتھ محبت دین کا حصہ ہے اور ہم ان کی فضیلت کا صریح اقرار کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں کتاب و سنت کی متعدد دلیلیں ہیں۔ از الغاية فی شرح الهداية فی علم الرواية (حوالہ مذکور) ۱/۳۸۲۔۳۸۱

فرمان الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحاً قَرِيباً﴾ (فتح:۱۸)

اس آیت کے ظاہری مفہوم سے صحابہ کرام کا تزکیہ ہو رہا ہے بلکہ اس میں ان کے باطن اور قلوب کا بھی تزکیہ اور صفائی بیان کی گئی ہے۔ اس کی مزید تاکید رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی سے ہوتی ہے:

((لا يدخل النار ان شاء الله من اصحاب الشجرة احد من الذين بايعوا تحتها)) (مسلم كتاب فضائل الصحابه حديث نمبر: ۲۴۹۶)

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے سایہ میں بیعت کی (ان شاء اللہ) ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔''

پھر آپ درج ذیل آیت پڑھئے اور دیکھئے کہ ان کا کس شان سے تذکرہ کیا گیا ہے:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَّبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَّأَجْراً عَظِيماً ○﴾ (الفتح:۲۹)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں مہربان ہیں۔ آپ انہیں رکوع اور سجدے کرتے ہوئے دیکھیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی جستجو میں ہیں۔ ان کے نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہیں۔ ان کی یہی مثال تورات میں ہے۔ اور ان کی مثال انجیل میں مثل کھیتی کے ہے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ کافر غیض و غضب میں مبتلا ہوں ان ایمان والوں سے اور باعمل لوگوں سے اللہ نے بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

مال فئے کے متعلق کہا کہ یہ ان مہاجر مسکینوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے، وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے طلب گار ہیں، وہ اللہ کی اور رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے ہیں، یہی راست باز لوگ ہیں اور ان کے لئے جنہوں نے مدینہ میں پہلے سے جگہ بنا رکھی ہے (انصار مدینہ) اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں، مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ خود کو کتنی ہی ضرورت ہو، یقیناً جو اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا، وہی کامیاب ہے اور ان کے بعد آنے والے جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال، ان کے خلاف جو ایمان لا چکے ہیں۔

ان آیات کی تلاوت کے بعد حکم الٰہی کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام کے ساتھ عفو و درگزر اور نرمی کا معاملہ کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظّاً غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّواْ مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آل عمران:۱۵۹)

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں ورنہ اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ سے دور ہو جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کیلئے استغفار کریں اور ان سے کام کا مشورہ کیا کریں۔''

باقی صفحہ 8 پر

ماہ شعبان اور مسلمان

تحریر
جناب مولانا
محمد طیب معاذ
کراچی

ماہ شعبان اسلامی سال کا آٹھواں ماہ مبارک ہے۔ دین اسلام کے بنیادی مصادر پر نظر دوڑانے کے بعد اس ماہ میں صرف نفلی روزے رکھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ دیگر مخصوص عبادات کے بارے میں شرعی نصوص وارد نہیں ہوئیں۔ درج ذیل سطور میں ماہ شعبان سے متعلق ہمارا کیا طرز عمل ہے اور اس ماہ میں شریعت اسلامیہ کا ہم سے کیا تقاضا ہے، ذکر کیا گیا ہے۔

ماہ شعبان احادیث مبارکہ کے آئینہ میں:

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی ماہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے ہوں۔ (متفق علیہ)

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضاء دینا واجب ہوتی تھی جسے میں صرف شعبان میں ہی ادا کرسکتی تھی۔ (متفق علیہ)

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ روزہ رکھنے کے لیے شعبان کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے پھر آپ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے۔ (ابوداؤد، صححہ الالبانی)

۴۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو ماہ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں اس پابندی کے ساتھ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا؟ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ مہینہ تو وہ ہے جس کی برکت (اور عظمت) سے لوگ غافل ہیں، یہ تو وہ مہینہ ہے جس میں انسان کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش کیے جاتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ جب میرے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔

ماہ شعبان سے متعلق ضعیف وموضوع احادیث:

" رجب شهر الله وشعبان شهري ورمضان شهر امتي " (الموضوعات لابن الجوزی)

''رجب اللہ تعالیٰ کا، ماہ شعبان میرا جبکہ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔''

۲۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ماہ رمضان کے بعد کس ماہ کا روزہ افضل ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ماہ رمضان کی تعظیم کرتے ہوئے ماہ شعبان میں روزہ رکھنا (افضل ہے)۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور پھر فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ صدقہ بن موسیٰ نامی راوی محدثین کے ہاں قوی نہیں۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو العلل المتناھیہ میں روایت کرنے کے بعد فرمایا: ''یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس میں صدقہ بن موسیٰ راوی ہیں جن کے بارہ میں امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لیس بشیء" وہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس کے علاوہ یہ روایت صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے محرم کے روزوں کو ماہ رمضان کے بعد افضل قرار دیا ہے۔

پندرہویں شعبان سے متعلق ضعیف روایات

ماہ شعبان کی مخصوص بدعات:

ماہ شعبان میں عوام الناس کے درمیان بہت سی بدعتی عبادات رائج ہوچکی ہیں، ان میں سے اکثر بدعات پندرہویں شعبان کی رات میں کی جاتی ہیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل سطور میں کیا جارہا ہے:

۱۔ جس شخص نے پندرہ شعبان کی رات بارہ رکعتیں نماز پڑھی اور ہر رکعت میں 30 دفعہ سورۂ اخلاص پڑھی تو اس شخص کو مرنے سے پہلے پہلے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے اور اس کی سفارش ایسے لوگوں کے حق میں قبول کی جاتی ہے جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوتی ہے۔ (کشف الاستار)

تبصرہ: اس حدیث کو امام بزار رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کشف الاستار اور ابن الجوزی رحمہ اللہ نے العلل المتناھیہ میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ہشام بن عبد الرحمٰن نامی راوی غیر معروف ہے جبکہ اعمش تدلیس کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ امام بزار نے اس حدیث پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے کہ ہشام کی مشابہت نہیں ہوئی جس بناء پر یہ ضعیف ہے۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے الموضوعات میں اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے المنار المنیف میں اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

۲۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے درج ذیل پانچ راتوں کو جاگ کر عبادت کی تو اس شخص کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

۱۔ ذوالحجہ کی آٹھویں ۲۔ نویں
۳۔ اور دسویں رات ۴۔ عید الفطر کی رات
۵۔ پندرہ شعبان کی رات

تبصرہ: اس روایت کو امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے السنہ، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الاحسان اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے۔

اس روایت کی سند میں مکحول شامی کی مالک بن یخامر سے ملاقات ثابت نہیں اور مکحول کثرت سے ارسال کرنے میں بھی معروف ہے۔ اس لیے امام ذہبی رحمہ اللہ نے مکحول اور مالک کے درمیان انقطاع کا فیصلہ صادر فرمایا ہے، اس انقطاع سند کی بناء پر درج بالا حدیث پائے ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ماضی قریب کے عظیم محدث علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الترغیب والترہیب میں بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو اپنے (حجرہ میں) موجود نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکل پڑی۔ (اچانک) میں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کے بقیع نامی قبرستان میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں یہ ڈر تھا کہ

اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے جواباً عرض کیا'' میں نے گمان کیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات کو آسمان دنیا میں نزول فرماتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو معاف فرماتے ہیں۔''

تبصرہ: اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن، امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں نقل فرمایا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ درج بالا روایت ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

''اس حدیث کو ہم صرف حجاج بن ارطاۃ کی سند سے جانتے ہیں' میں نے امام بخاریؒ سے سنا کہ آپ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کے دو راوی یحی بن ابی کثیر اور حجاج کا بالترتیب عروہ اور یحی بن ابی کثیر سے سماع ثابت نہیں۔'' (سنن ترمذی، ابواب الصوم)

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے العلل المتناھیۃ میں امام دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ'' یہ حدیث متعدد اسناد سے مروی ہے اس کی سند میں اضطراب ہے اور یہ سند ثابت نہیں۔''

۴۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب پندرھویں شعبان ہو تو اس کی رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ باری تعالیٰ اس شب غروب آفتاب کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور یہ آواز لگاتے ہیں کہ کوئی مغفرت کا طالب ہے میں اسے مغفرت عطا کروں، کوئی رزق کا خواہشمند ہے میں اسے رزق سے نوازوں، کوئی مشکل میں گرفتار ہے میں اسے عافیت سے سرفراز کروں۔ یہ ندائے رحمانی طلوع فجر تک جاری رہتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ)

تبصرہ: اس حدیث کے سلسلہ سند میں ابوبکر بن ابی سرنامی راوی ہے جس پر محدثین نے جرح کی ہے، مثلاً: امام نسائی نے اسے متروک جبکہ امام احمد اور ابن معین نے اس پر وضع حدیث کا حکم لگایا ہے۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایات نقل کرتا ہے، یہ قابل حجت نہیں۔ (تہذیب التہذیب، لابن حجر)

۵۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب برأت کے دن کا روزہ گذشتہ 60 سالوں اور آنے والے 60 سالوں کے روزوں کے برابر اجر رکھتا ہے۔ (الموضوعات لابن الجوزی)

تبصرہ: امام عبد الرحمٰن محدث مبارکپوری شارح سنن الترمذی فرماتے ہیں کہ امام ابن الجوزیؒ نے خود اس کی سند کو موضوع اور تارک (مجہول) قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۳/۸۶۳)

۶۔ سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کو بندوں کی طرف جھانکتے ہیں اور مشرک یا کینہ پرور شخص کے علاوہ تمام مخلوق کو بخش دیتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ)

تبصرہ: یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک سخت ضعیف ہے۔ علامہ بوصیری زوائد ابن ماجہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند عبد اللہ بن لہیعہ کے ضعف اور ولید بن مسلم کی تدلیس کے باعث ضعیف ہے۔

نوٹ: جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حدیث جمہور محدثین کے ہاں سخت ضعیف ہے مگر ماضی قریب کے عظیم محدث علامہ البانیؒ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے جو کہ علامہ موصوف کی علمی غلطی ہے۔ اس روایت کی تمام اسناد پر تفصیلی بحث ماہنامہ دعوت اہلحدیث میں محترم المقام مولانا حافظ ضیب صاحب رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے علاوہ الجرح والتعدیل، المجروحین، میزان الاعتدال، تقریب التہذیب وغیرہا معتبر کتابوں میں اس کے رواۃ پر تفصیلی جرح کی گئی ہے۔

۷۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پندرھویں شعبان کی رات میں سو رکعتیں پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف 100 فرشتے بھیجتا ہے، 30 اسے جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور 30 فرشتے اسے دوزخ سے بچاتے ہیں، 30 اسے دنیاوی بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں جبکہ 10 فرشتے اسے شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ رکھتے ہیں۔

تبصرہ: اس من گھڑت روایت کو علامہ زمخشری نے نقل کیا ہے، انہوں نے اس روایت کا حوالہ اور سند ذکر نہیں کی جس کی بناء پر اس حدیث کو حدیث نبوی کہنا قرین انصاف نہیں۔

شب برأت اور عصر حاضر کے مسلمان:

پندرھویں شعبان کی رات کو عرف عام میں شب برأت کہا جاتا ہے۔ اس رات کے بارہ میں عوام الناس کے درمیان بہت سے نظریات اور بدعتی عقائد رائج ہو چکے ہیں:

فیصلوں کی رات:

عوام الناس کی اکثریت کو علماء سوء نے قرآن وحدیث کی باطل تاویلات کے ذریعے اپنے دامن تزویر میں پھنسایا ہوا ہے۔ دنیا پرست علماء نے اس رات کے بارہ میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس میں تمام انسانوں کی تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ بطور دلیل قرآن پاک کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ﴾

یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔'' (الدخان:۳)

حالانکہ یہاں پر باری تعالیٰ نے وضاحت نہیں فرمائی کہ لیلہ مبارکہ کونسی رات ہے۔ دوسرے مقام پر اس کی توضیح کی کہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے اور ہر مسلم اس حقیقت سے آشنا ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں ہوتی ہے نہ کہ شعبان کی پندرھویں رات کو۔

۲۔ روحوں کی آمد:

عوام الناس میں یہ سوچ بھی سرایت کر چکی ہے کہ اس رات مردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں حالانکہ باری تعالیٰ نے اس نظریہ کی تردید اپنے اس فرمان میں بخوبی کی ہے کہ

﴿وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

(المومنون :100)

اور ان (مرنے والوں) کے درمیان دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک ایک آڑ حائل ہوگی۔

زیارت قبور:

قبروں کی زیارت سے آخرت کی یاد آتی ہے اور انسان مزید نیک کام کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ رسول مکرم ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت بھی دی ہے اور بذات خود بھی آپ قبروں کی زیارت کے لیے متعدد مرتبہ

قبرستان تشریف لے گئے ہیں مگر زیارت قبور کے لیے کسی خاص موقع کی تحدید کرنا بدعت ہے جس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

حلوہ خوری: شب برأت میں حلوہ خوری کی رسم بد قرآن وحدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ طرز عمل حریص علماء نے رائج کیا تا کہ وہ اپنے شکم کو بھر سکیں، حلوہ خور علماء اپنے اس فعل کو سند جواز فراہم کرنے کے لیے واقعہ احد کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، اس میں رسول مکرم e کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے تو رسول معظم e نے حلوہ تناول فرمایا تھا مگر مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ دندان مبارک کی شہادت کا واقعہ ماہ شوال 3 ہجری میں واقع ہوا، اس کا ماہ شعبان یا شعبان کی پندرہویں تاریخ سے کوئی تعلق نہیں۔

بفرض محال اگر اس مفروضہ کو درست بھی تسلیم کرلیا جائے تو کامل اتباع کا تقاضا تو یہ ہے کہ پہلے اپنے دانت توڑے جائیں پھر حلوہ خوری کا ''شوق'' پورا کیا جائے۔ حاصل یہ کہ شب برأت میں حلوہ خوری عبادت نہیں بلکہ بدعت ہے جس سے کلی گریز ضروری ہے۔

آتش بازی: شب برأت کی مروجہ خرافات میں آتش بازی کا مظاہرہ کرنا بھی ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات نے خوشی کے مواقع پر کیا طرز عمل ہونا چاہیے پوری شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو فضول اور سطحی قسم کی حرکات سے باز رکھتا ہے۔ آتش بازی سے مال کا ضیاع لازم آتا ہے شریعت نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ شب برات کے موقع پر مساجد میں خصوصی چراغاں کرنا اور اس کو خوشبودار بنانا دراصل برامکہ کی گھناؤنی سازش کا نتیجہ ہے جیسا کہ شیخ ابن العربی اپنی کتاب المنظمات ص 76 میں تحریر فرماتے ہیں: ''مسجدوں میں خوشبو کی دھونی رکھنے کا سب سے پہلے رواج یحی بن خالد برمکی نے ڈالا، یحی بن خالد برمکی خلیفہ وقت کا وزیر اور درباری تھا اس کا مقصد مجوسیت کا احیاء تھا۔''

(ہزاری نماز) صلاۃ الفیہ:

شب برأت میں رائج شدہ خلاف اسلام امور میں سے سرفہرست ہزاری نماز کی پابندی سے ادائیگی ہے۔

صلاۃ الفیہ کا طریقہ:

رسول مکرم e نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے علی! جس نے بھی پندرہ شعبان کی رات سو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں 10، 10 بار سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھیں پھر آپ نے فرمایا: اے علی! جو شخص بھی ان نمازوں کو ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی تمام حاجات پوری فرماتے ہیں۔

نوٹ: اس بدعتی نماز کے بارہ میں امام ابن الجوزی الموضوعات میں متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں، اس روایت کے رواۃ مجہول ہیں کچھ تو بہت زیادہ ضعیف ہیں۔ اس روایت کا حدیث رسول ہونا ناممکن ہے۔'' (الموضوعات ۲/ ۱۲۷۔۱۳۰) امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس حدیث میں رات کی عبادت کا اہتمام کرنے والوں کے لیے جو ثواب بیان ہوا ہے، ارباب بصیرت کے نزدیک اس روایت کے موضوع ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس حدیث کے تمام رواۃ مجہول ہیں۔ (الفوائد المجموعۃ ص: ۱۵۔۲۵)

امام ابن القیمؒ المنار المنیف میں صلاۃ الفیہ کے بارہ میں رقمطراز ہیں: علم حدیث سے بہرہ ور شخص کا ایسی روایات سے دھوکہ کھانا باعث حیرت ہے (درحقیقت) یہ نماز اسلام میں چار سو سال کے بعد بیت المقدس میں ادا کی گئی پھر اس کی فضیلت کے بارہ میں احادیث بنائی گئیں۔

صلاۃ الفیہ کی ابتداء: اس بدعتی نماز کا آغاز کب اور کیسے ہوا، امام مقدسی رحمہ اللہ اس بارہ میں رقمطراز ہیں:

ہمارے ہاں (بیت المقدس میں) صلاۃ الرغائب اور صلاۃ شعبان (مراد صلاۃ الفیہ ہے) کا تصور تک نہ تھا۔ 447 ہجری میں نابلس کے علاقے سے ابن ابی الحمراء بیت المقدس آیا، اس کی آواز خوبصورت تھی، پندرہ شعبان کی رات وہ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا، اس کی آواز سے متاثر ہو کر ایک شخص اس کے ساتھ مل گیا، اس کے بعد متعدد لوگ اس کے پیچھے جمع ہو گئے۔

دوسرے سال پھر وہ بیت المقدس آیا اور یہی عمل دہرایا پھر تیسرے، چوتھے سال بھی ایسے ہی کیا الغرض آہستہ آہستہ یہ بدعت زور پکڑتی گئی اور افسوس کہ یہ سلسلہ بدعیہ اب تک جاری ہے۔ (البدع الحولیہ ص: 299)

ہم نے ماہ شعبان سے متعلق ارشادات نبویہ ذکر کیے ہیں اور آیئے ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں اگر ہمارا طرز عمل خلاف سنت ہے تو آج ہی اس کو خیرباد کہیں تا کہ دنیا وآخرت کی رسوائی سے بچ سکیں۔ وماعلینا الا البلاغ المبین۔

بقیہ پیغمبر امن

پھر تاریخ ایک اہم ترین موڑ مڑتی ہے۔ پیغمبر امن تقریباً ایک لاکھ چوالیس ہزار کا لشکر لے کر مکہ میں کھڑے ہیں اور ایسا تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا جو سارے کا سارا امن وسلامتی پر مبنی تھا اور لوگوں کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا:

((فان دماء کم واموالکم واعراضکم بینکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا، فی شھرکم ھذا، فی بلدکم ھذا)) (البخاری: ٦٧ و مسلم: ٤٣٨٣)

کہیں میرے نبی لوگوں سے کہہ رہے ہیں:

((یا ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لأسود علی احمر الا بالتقویٰ)) (صحیح احمد: ٥/ ٤١١)

آیئے! پیغمبر امن پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کی حقیقت جانتے ہیں۔ اے ارباب دانش! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اس شخص کو دہشت گرد قرار دیا جائے جس نے یہ اعلان کر رکھا ہو:

﴿مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً﴾ (المائدۃ:٣٢)

ذرا سوچو تو سہی! کہ جس جہاد کو فساد قرار دیا جاتا ہے وہ تو ہے ہی امن وامان قائم کرنے کیلئے، جو فسادیوں، ظالموں اور شیطانی طاقتوں کی سرکوبی کر کے غریبوں، مظلوموں اور پسے ہوئے طبقات کو انصاف فراہم کرنے کے لئے ہے۔

حدود وقصاص کو ظالمانہ سزائیں قرار دینے والو! ذرا پیغمبر امن کے اس فرمان کو بھی سن لیجئے۔

((لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا)) (البخاری: ٣٧٣٢ و مسلم: ١٦٨٨)

پھر جان لیجئے، مان لیجئے اور یقین کر لیجئے کہ یہ سنگدلانہ سزائیں نہیں بلکہ عین امن کی ضامن ہیں۔

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرۃ:١٧٩)

آپ کی اصلاحات امن کو شعری انداز میں یوں سمجھئے:

جو ہو عزتوں کا محافظ، اسے پیغمبر امن کہتے ہیں
جو دشمنوں سے بھی کرے درگزر اسے پیغمبر امن کہتے ہیں
جو علم شرف انسانیت کرے بلند، اسے پیغمبر امن کہتے ہیں

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ

ملک یمن سے تعلق رکھنے والا عبداللہ بانعمہ نامی شخص اِن دنوں سعودی عرب کے معروف تجارتی شہر جدہ میں مقیم ہے۔ اس کا دھڑ مکمل طور پر فالج زدہ ہے۔ صرف اُس کا سر اور جسم کا اوپر والا حصہ سلامت ہے۔ وہ بستر پر پڑا رہتا ہے۔ اس قدر معذوری کے باوجود آج وہ ایک کامیاب داعی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ وہ معمولی سی بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ سامنے رکھے ہوئے قرآن کریم کا صفحہ بھی الٹ کر نہیں پڑھ سکتا۔ اس کا بیان ہے کہ اُسے باپ کی بددعا لگ گئی ہے۔ اس کے پاس اُس کی ماں بیٹھی رہتی ہے اور اس کی خدمت میں لگی رہتی ہے۔ والدین کی نافرمانی کے حوالے سے اس کا قصہ عرب ممالک میں بڑا مشہور ہے۔ مختلف عربی چینلز اُس کی تقریریں نشر کرتے رہتے ہیں۔ آیئے ہم عبداللہ بانعمہ کا معروف قصہ اور انٹرویو آپ کی نذر کرتے ہیں۔

استاذ عبداللہ بانعمہ! آپ کے بارے میں وہ قصہ جس کا تعلق حقوقِ والدین سے ہے، بڑا معروف ہے۔ اس میں اُن لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہے جو والدین کی اہمیت وعظمت کو نہیں پہچانتے۔ کیا آپ اس بارے میں ہمیں کچھ بتلانے کی زحمت فرمائیں گے؟؟

استاذ عبداللہ بانعمہ: حمد و ثناء کے بعد، میں کہنا چاہوں گا کہ میں ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔ آپ نے مجھ سے اپنا قصہ بیان کرنے کی فرمائش کی ہے۔ میں یہ قصہ بطور درسِ عبرت سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(الذاریات: ۵۵)

''اور آپ نصیحت فرمائیں کہ نصیحت مومنوں کو نفع پہنچاتی ہے۔''

آپ نے والدین کی نافرمانی کے حوالے سے جو قصہ سننے کی خواہش کا اظہار کیا ہے وہ قدرے طویل ہے مگر میں اختصار کے ساتھ آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ میں اپنا قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ سے کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انتہائی فضل وکرم اور احسان ہے کہ اُس نے مجھے توبہ کرنے کی توفیق بخشی۔ میری زندگی بھی باقی رکھی، تاکہ میں اُس کے دین کی خدمت کر سکوں اور زندگی بھر اسلام کی سچی اور صحیح راہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے سکوں۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا اتنا عظیم احسان ہے کہ میں اسے کبھی نہیں بھلا سکتا۔ یہ سچ ہے کہ میرے جسم کا نچلا دھڑ فالج زدہ اور ناکارہ ہے مگر اس کے باوجود میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے پروردگار کی طرف سے توبہ کرنے کی توفیق ملی۔ مجھے دین کی تھوڑی بہت خدمت کا موقع بھی ملا۔ اس نعمت پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ شکر ادا کروں، کم ہے۔

اَب میں آپ کو اپنی زندگی کا وہ لمحہ بیان کرنے کی جرأت کر رہا ہوں جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ میں نے برے ساتھیوں کی صحبت اختیار کر لی اور سگریٹ پینا شروع کر دیئے۔ اسٹائل کے ساتھ سگریٹ کے کش لینا میری عادت تھی۔

والدِ محترم کو کسی نے میری اِس بری عادت کے بارے میں اطلاع دے دی۔ ماں باپ کے لیے بہرحال یہ ایک تکلیف دہ بات ہے کہ اُن کی اولاد سگریٹ نوشی کرے یا اِس طرح کی دیگر بری عادتوں میں مبتلا ہو۔ چنانچہ میرے والد فوراً میرے پاس تشریف لائے اور غصے میں پوچھا: میں نے سنا ہے کہ تم سگریٹ پینے لگے ہو، کیا یہ بات صحیح ہے؟ ''نہیں نہیں، آپ کو یہ جھوٹی خبر کس نے سنا دی؟ میں نے تو کبھی سگریٹ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔''

مجھے اِس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ میں اپنے والد کے سامنے جھوٹ بول رہا ہوں۔ میرے اندر خوفِ الٰہی کی کمی تھی۔ میں جان بوجھ کر جھوٹ بول گیا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناتا ہے۔ (معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم: ۸/ ۲۴۷، حدیث: ۲۶۱۱)

''کیا تم سچ بول رہے ہو کہ واقعی تم سگریٹ نہیں پیتے اور مجھے تمہارے بارے میں جو رپورٹ پہنچی ہے وہ غلط ہے؟'' والد نے پوچھا:

''میں بار بار آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میں سگریٹ نہیں پیتا، نہیں پیتا، نہیں پیتا پھر بھی آپ مجھ سے یہی سوال کیے جا رہے ہیں، آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟؟

میں نے بآواز بلند انہیں ڈانٹ دیا اور کہا کہ میرے کمرے سے نکل جایئے۔ میرے والد نے میرے کمرے سے نکلتے ہوئے بڑے درد سے کہا:

''اگر تم سگریٹ پیتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری گردن توڑ دے۔''

یہ میرے والد کی میرے لیے ایک قسم کی بددعا تھی۔ میں نے اُن کی بددعا کی کوئی پروا نہیں کی۔ میرے لیے یہ گفتگو ایسی ہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ میرے بھائی! آپ مجھے اِس حالت میں دیکھ رہے ہیں کہ میں فالج زدہ انسان ہوں مگر کم سے کم زندہ تو ہوں اور راہ ہدایت پر آ چکا ہوں۔ مجھے اِس بات کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ سلامت رکھا۔ یوں مجھے توبہ کرنے کا موقع مل گیا۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوتا کہ میں اپنے والد کی بددعا کے بعد مر جاتا تو میرا کیا حشر ہوتا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ والدین کی رضا وخوشنودی میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہے؟ کیا یہ درست نہیں کہ والدین کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ ماں باپ کے قدموں تلے جنت ہے اور ان کی نافرمانی مول لینے والے پر جہنم واجب ہے؟؟

میں نے اپنے والد کو اپنی چرب زبانی اور جھوٹے جواب سے قائل کرنے کی کوشش تو کی، بلکہ اُنہیں ڈانٹ بھی دیا مگر میرے والد کو سو فیصد یقین تھا کہ میں سگریٹ پیتا ہوں، یہی وجہ تھی کہ وہ ناراض ہو کر اور مجھے بددعا دے کر میرے کمرے سے چلے گئے۔ شام ہوئی، میں گھر آیا، کھا پی کر سو گیا۔ صبح ہوئی، ہاتھ منہ دھو کر میں اسکول روانہ ہو گیا۔ اسکول سے واپسی پر میں نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سوئمنگ پول Swimming Pool کا رخ کیا۔ ہمارا معمول تھا کہ ہم چند دوست ہمیشہ سیر وتفریح کی غرض سے سوئمنگ پول پہنچ جاتے تھے، چنانچہ اِس مرتبہ

بھی ہم سوئمنگ پول جا پہنچے۔

میں سوئمنگ میں بہت تیز تھا، دس دس منٹ تک ڈبکی لگائے رکھتا تھا۔ جب ہم سب ساتھی سوئمنگ پول کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ پانی کا نل بند ہے۔ ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ واپس چلتے ہیں۔ مگر میں نے انہیں کہا کہ چلنے کی ضرورت نہیں، میں نل کھولتا ہوں۔ نل سوئمنگ پول کے نچلے حصہ میں تھا۔ سوئمنگ پول کی گہرائی کوئی تین ساڑھے تین میٹر تھی، جبکہ میرا قد ایک میٹر اور بیاسی سینٹی میٹر تھا۔ میں نے ایک کرسی کی مدد سے اندر جانے کی کوشش کی۔ میں نے سوئمنگ پول کے اندر داخل ہو کر نل کھولنے کے لیے ابھی ڈبکی ہی لگائی تھی کہ میں یکا یک کرسی کے نیچے ہی دب کر رہ گیا۔ میرے ساتھی یہ سمجھتے رہے کہ میں چونکہ دیر تک پانی کے اندر ڈبکی لگائے رکھنے کا عادی ہوں، اس لیے میرے اوپر نہ آنے سے انہیں کوئی تشویش نہ ہوئی۔ میں نے لاکھ کوشش کی کہ میں پانی کے اوپر آجاؤں مگر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کچھ اور ہی مقدر کر رکھا تھا۔ میں نے پانی کے اندر جسم کو حرکت دینے کی لاکھ کوشش کی مگر جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا، پھر جب میں پانی کے اوپر آیا تو میرے جسم کا نچلا حصہ فالج زدہ ہو چکا تھا۔

سوئمنگ پول کے اندر جب میں پانی میں ڈوبا ہوا تھا تو مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اب میں زندگی کے آخری مرحلے میں ہوں اور میرا جنازہ آج ہی اٹھایا جائے گا۔ مجھے اُس وقت یاد آیا کہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق مصیبت کی گھڑی میں اپنے نیک اعمال کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ میں نے بھی جلدی جلدی اپنے ایک نیک عمل کے حوالے سے دعائیں مانگنا شروع کیں۔ وہ نیک عمل یہ تھا کہ میں ایک زمانے میں اپنی آمدنی سے کچھ حصہ ایک ضرورت مند بڑھیا کو دے دیا کرتا تھا۔ وہ بڑھیا میرے حق میں دعائے خیر کیا کرتی تھی۔ میں جب بھی اس کو صدقہ دیتا اس کے دونوں ہاتھ میرے لیے آسمان کی طرف بلند ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دوران پانی کے اندر نبی کریم ﷺ کی اِس حدیث کی طرف بھی میری رہنمائی فرمائی:

((من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة)) (سنن أبي داؤد، الجنائز، حديث:٣١١٦، علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

''دنیا میں جس کا آخری جملہ لا الٰہ الا اللہ ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

چنانچہ میں نے کلمہ شہادت کا وِرد شروع کر دیا۔ اِس دوران میرے پیٹ میں بہت سارا پانی چلا گیا۔ اب مجھ پر بے ہوشی طاری ہو چکی تھی۔ میرے بھائی کا بیان ہے کہ تقریباً پندرہ منٹ بعد مجھے سوئمنگ پول سے باہر نکالا گیا۔ اگر اس طویل وقفہ کو دیکھیں تو میں ایک مردہ انسان تھا، مگر نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((صنائع المعروف تقي مصارع السوء)) (صحيح الجامع الصغير، حديث: ٣٧٩٥)

''بھلائی کے کام بُری موت میں رکاوٹ بنتے ہیں۔''

میرے بھائی کا بیان ہے کہ سوئمنگ پول سے نکالنے کے بعد مجھے اوپر نیچے کیا گیا۔ میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دبایا گیا تو میرے منہ سے کئی لیٹر پانی نکلا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں زیرِ علاج تھا۔ چار سال تک میں ہسپتال میں رہا۔ ہسپتال میں میرا جو پہلا علاج ہوا وہ میرے حلق میں سوراخ کے سلسلے میں تھا۔ مجھے سانس لینے میں بڑی تکلیف ہو رہی تھی۔ تقریباً نو ماہ تک میں نے کوئی کلام نہیں کیا۔ کیونکہ سانس کی ہوا حلق کے راستے نکل جاتی تھی۔ آکسیجن کا بھی بڑا مسئلہ تھا۔ کم وبیش سولہ چھوٹے بڑے آپریشن میرے جسم کے ہوئے۔ میری پشت کا سارا حصہ ناکارہ ہو چکا تھا۔ دس بارہ برس تک میری کمر کا علاج چلتا رہا۔ آج مجھے بسترِ مرض پر پڑے ہوئے کوئی چودہ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ میں بہت صبر وتحمل کے ساتھ یہ وقت گزار رہا ہوں۔

آج مجھے آپ ایک فالج زدہ انسان کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ اس کا سبب میں خود ہوں۔ میں نے جوانی میں اپنے باپ کی نصیحت کی کوئی پروا نہ کی۔ غفلت کی زندگی گزاری۔ جھوٹی قسم کا سہارا لیا اور برے ساتھیوں کی صحبت میں رہا، چنانچہ اُس کا انجامِ بد اس صورت میں سامنے آیا کہ میں جوانی کے خوشگوار ایام سے محروم رہا۔ آج میں آپ کے سامنے ایک اپاہج کی حیثیت سے بستر پر پڑا ہوں۔

میں اپنی ماں کے حوالے سے بھی چند باتیں آپ کے گوش گزار کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ مجھے آج اس بات کا شدید احساس ہے کہ ہماری نئی نسل اپنے ماں باپ کی خدمت میں پیچھے کیوں ہے؟ ہم نے آخر اپنے والدین کو کیا دیا ہے؟ جبکہ انہوں نے ہمیں جنم دیا۔ ہماری پرورش و پرداخت کی، ہمیں عدم سے وجود میں لانے کا وہی سبب بنے۔

میرے پاس ایک دفعہ بیس یتیموں پر مشتمل ایک ٹیم آئی۔ وہ لوگ میرے اردگرد بیٹھ گئے۔ میں نے اُن کو اپنا واقعہ تفصیل سے سنایا۔ انہوں نے مجھ سے جو کچھ پوچھا میں نے اس کا جواب دیا۔ جب وہ میرے پاس سے اُٹھ کر جانے لگے تو ان میں سے ایک نوجوان میرے پاس ہی کھڑا رہ گیا۔ وہ ٹیم کے ساتھ باہر نہیں نکلا۔ وہ زاروقطار رو رہا تھا۔ اُس کے آنسو دیکھ کر میرے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کے بھی آنسو نکل پڑے۔ میں نے اُس سے دریافت کیا: عزیزم! آخر تمہیں یکا یک کیا ہو گیا کہ تم زاروقطار رونے لگے؟ نوجوان نے عرض کیا:

''عبداللہ! میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ کاش! آپ کی جگہ میں ہوتا۔''

میں نے نوجوان سے کہا:

''میرے بھائی! اللہ کا خوف کرو، تم کیوں چاہتے ہو کہ میری جگہ تم آجاؤ؟''

اس نے انتہائی معصومیت سے کہا: تمہارے پاس ماں باپ ہیں اور ہم ماں باپ کے سائے کے بغیر جی رہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ آپ ناگفتہ بہ حالت میں ہیں پھر بھی آپ بے حد خوش قسمت ہیں کہ آپ کے والدین ابھی زندہ ہیں اور آپ کے پاس موجود ہیں۔ جبکہ ہمارے پاس یہ عظیم نعمت موجود نہیں۔ بھلا ماں باپ جیسی انمول دولت دنیا میں کہاں ملتی ہے۔

قارئین کرام! یہ تھا یمن کے اُس نوجوان کا قصہ جو آج بھی زندہ ہے اور جدہ میں مقیم ہے۔ اس کے والدین بھی الحمدللہ اب تک بقیدِ حیات ہیں۔ عبداللہ بانعمہ نامی یہ نوجوان آج ایک کامیاب داعی بن چکا ہے۔ دنیا کے مختلف معروف چینلز پر اس کے پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔ جب آپ اُس سے ملیں گے تو وہ سلام دعا کے بعد انتہائی محبت سے آپ سے محوِ گفتگو ہوگا۔ آپ جب اُس سے اُس کی حالت کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ آپ کو اپنا یہ قصہ ضرور سنائے گا۔

☆☆☆☆☆

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

تحریر جناب حافظ ریاض احمد عاقب

اللہ عزوجل نے اس جہانِ رنگ و بو میں نسلِ انسانیت کی اصلاح اور رشد و ہدایت کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا سلسلہ نبوت جاری کیا۔ ہر نبی و رسول خاص زمانے، خاص علاقے اور خاص قوم و قبیلے کی طرف مبعوث کیا گیا۔ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک یوں ہی سلسلہ نبوت جاری رہا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ اسلام کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد جب دنیائے آب و گل، ظلمت کدہ اور کفر و شرک کا گہوارہ بن گئی، ہر طرف قتل و غارت، ظلم و تعدی، بدامنی و انارکی اور فحاشی و بدکاری کا دور دورہ تھا۔ نہ کوئی نظام تھا اور نہ کوئی دستور تھا۔ شُتر بے مہار کی طرح انسان زندگی بسر کر رہا تھا۔ اتنے میں رب کائنات نے سیدِ ولدِ آدم، خاتم الانبیاء و المرسلین رحمۃ للعالمین پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کی اصلاح و ہدایت کے لیے آخری رسول بنا کر بایں الفاظ مبعوث فرمایا:۔ (قل یا أیها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا) (اعراف:158) ''کہہ دیجئے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جہاں اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو عالم گیر رسول ہونے کا شرف بخشا، وہاں اس کے ساتھ ساتھ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' کے اعزاز سے بھی سرفراز فرمایا۔ خاتم النبیین کا مطلب سلسلہ نبوت ختم کرنے والا یعنی وہ رسول امین علیہ الصلاۃ والتسلیم جس نے اپنی آمد سے نبوت کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ اب قیامت تک کوئی دوسرا نبی و رسول نہیں آئے گا جو نبوت کا دعویٰ رچائے گا، وہ کذاب و دجال ہوگا۔

جب قافلۂ نبوت و رسالت چھٹی صدی عیسوی کے اختتام پر اپنی آخری و حتمی منزل تک پہنچ گیا تو آسمان سے اکمالِ دین کی اللہ تعالیٰ نے یوں خوشخبری سُنائی:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدۃ:3)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت بھی تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔''

قرآن مقدس کی اس آیت کے نزول سے دین اسلام کی تکمیل ہوگئی اور اب قیامت تک کے لیے نبوت و رسالت اور وحی کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ جب کا روانِ نبوت کا آخری سالار فرائضِ رسالت کی ادائیگی کو درجہ کمال پر پیش فرما تھا تو اس عظیم رسول محترم ﷺ نے بیسیوں مواقع پر اس قدر واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

"انا خاتم النبیین، لا نبی بعدی۔" الحدیث (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۔4252۔ سندہ صحیح)

''میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔

ان واضح الفاظ میں ختم نبوت کے اعلان کے بعد کسی شخص کا دعوائے نبوت محض کذب بیانی و دروغ گوئی ہی ہوسکتا ہے۔ اصحاب رسولؐ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔ عقیدۂ ختم نبوت پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ثابت ہے۔ عہد نبوی میں نبوت کا دعویٰ رچانے والے مسیلمہ کذاب سے صحابہ کرامؓ نے رسولِ کائنات علیہ السلام کی وفات کے فوراً بعد سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی سرکردگی میں جنگ لڑی، اس جنگ میں مسیلمہ کذاب واصل جہنم ہوا۔

مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنا اجماعِ صحابہ کی واضح دلیل ہے کہ رسول ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہر زمانے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر خطے کے علمائے کرام اسی عقیدۂ ختم نبوت پر متفق ہیں کہ محمد رسول ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی و رسول نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح تمام مسلمان کا یہ پختہ ایمان ہے کہ محمد عربی ﷺ ہمارے آخری رسول ہیں۔

حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے بعد مختلف ادوار میں کئی دروغ گو و سارقین نبوت پیدا ہوئے، جنہوں نے ختم نبوت کی چوکھٹ میں نقب زنی کی ناپاک جسارت کی، مگر انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ دعوائے نبوت کے دروغ گو اور کذابین کی تعداد تیس سے متجاوز ہے جن میں سے پہلے صاف بن صیاد یہودی نے ۲ھ میں مدینہ منورہ میں نبوت کا دعویٰ کیا جس کے بعد افتراء پردازوں اور دجالوں کا سلسلہ جاری رہا، ہر دور میں ابو بکر صدیقؓ کے جانشینوں نے ان جھوٹوں کی سرکوبی کیلئے بھرپور خدمات انجام دیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبے قادیان میں مرزا غلام احمد علیہ ما یستحق نے 1891ء کو قصرِ نبوت میں نقب لگائی۔

مرزا غلام احمد نے اپنے باطل دعاوی کا آغاز مارچ 1882ء میں کیا تھا بالآخر مختلف دعوے رچانے کے بعد 1901ء میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر بیٹھا۔

انگریز کے اس پالتو کی شخصیت، سیرت و کردار اور کارناموں کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص اسے نبی تو کجا ایک شریف انسان ثابت کرنے میں بھی ناکام دکھائی دے گا۔

نبی اور رسول کی زندگی پاکیزگی اور طہارت کا اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو شستگی اور عمدگی کا اعلیٰ معیار پیش کرتی ہے۔ مگر انگریز کے اس خود کاشتہ نبی کی تحریروں اور تقریروں میں جو طوفان بدتمیزی، ناشائستگی اور ناگفتنی پائی جاتی ہے، ایک نبی تو کجا کسی ادنیٰ انسان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے۔

جس شخص کے قلم نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو شرابی، کبابی، خراب چال چلن، بدزبان، جھوٹ بولنے والا، چور، متکبر، اپنی بغل میں کنجریوں کے رکھنے والا اور ان کی تین دادیوں اور تین نانیوں کو زنا کار لکھا ہو، ایسا شخص نبی و رسول کیسے ہوسکتا ہے؟ (حقیقت ملاحظہ ہو، ضمیمہ انجام آتھم (ص: 7)، کشتی نوح (ص: 124) نور القرآن (3/38) حاشیہ ست بچن (ص: 272)

غور فرمایئے! مرزا غلام احمد قادیانی ایک عظیم پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیسے کیسے بے ہودہ، فحش اور غلیظ جھوٹے الزام لگا کر ان کی عظمت مجروح کر رہا ہے۔ جس شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں رسول اللہ،

آیت اللہ، کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے خطابات و القابات سے نوازا۔

سیدنا عیسیٰ بن مریم کی توہین کے علاوہ مرزا غلام احمد کے قلم نے سید الانبیاء محمد رسول ﷺ کی شان میں جو نازیبا کلمات رقم کیے، وہ اس کی کتب سے بالکل عیاں ہیں حتیٰ کہ اس کا بے حیا قلم شان الٰہی میں بھی گستاخی کر بیٹھا۔ یہی باعث تھا کہ علمائے حق نے ابتداء سے ہی اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی۔

اس دروغ گو و کذاب کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کرنے کے لیے بٹالہ شہر کے ایک شیر دل مجاہد، سپوت اہلِ حدیث مولانا محمد حسین بٹالویؒ سب سے پہلے میدان عمل میں کودے اور انہوں نے اس کاذب پر تکفیر کا فتویٰ مرتب کیا۔ بعد ازاں اس فتویٰ پر اپنے عالی قدر استاذ مکرم مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے دستخط کرا کے ہندوستان کے تقریباً دو سو مشاہیر علمائے کرام کی تصدیق، تصویب کروا کے اسے شائع کیا۔ یہ اعزاز بھی ضیغم اسلام مولانا بٹالویؒ ہی کو حاصل ہے کہ اسلام اور قادیانیت کے مابین جو سب سے پہلا مناظرہ لاہور ہوا تھا، اس میں مسلمانوں کی طرف سے مناظر اسلام مولانا بٹالویؒ تھے اور قادیانیوں کی طرف سے حکیم نورالدین تھے۔ مولانا بٹالویؒ نے اس مناظرہ میں حکیم نورالدین کو ناکوں چنے چبوائے بالآخر وہ لاجواب ہوکر مناظرہ درمیان میں چھوڑ کر لدھیانہ فرار ہوگیا۔ مولانا عبدالحق غزنویؒ نے سب سے پہلے 1893ء میں مرزا قادیانی کے ساتھ عید گاہ امرتسر میں مباہلہ کیا۔ مولانا قاضی سلیمان منصور پوری نے سب سے پہلے کتابی شکل میں قادیانیوں کے اعتراضات کا جواب دیا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے حیاتِ مسیح پر شہادت القرآن، ایسی لاجواب کتاب لکھی، جس کا آج تک کوئی قادیانی کتاب کا جواب نہ دے سکا۔ شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی کتاب القادیانیۃ ''(عربی، انگلش) پڑھ کر سینکڑوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ وہ پہلے اہلحدیث عالم دین ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی سے مقابلہ کیلئے سب سے پہلے قادیان پہنچے، انہوں نے جنوری 1903ء میں مرزا کو اس کے گھر جا کر للکارا، لیکن وہ مولانا صاحب کے مقابلے میں نہ آسکا، اسی لئے مسلمانانِ برصغیر نے مولانا موصوف کو ''فاتح قادیان'' کا لقب دیا۔

مولانا محمد حنیف ندویؒ وہ پہلے اہلِ حدیث عالم ہیں جنہوں نے 1949ء 1950ء میں اپنی نگارشات میں قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بھرپور مطالبہ کیا جو 7 ستمبر 1974ء کو بالآخر پور اہوگیا۔ الحمدللہ ان علمائے کرام کے علاوہ مولانا عبداللہ معمار، مولانا اسماعیل (علی گڑھی)، مولانا عبداللہ (گورداسپوری)، مولانا عبدالعزیز (مناظر ملتانی)، مولانا عبدالحق محدث ملتانی، مولانا عبدالتواب ملتانی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور بعض دیگر علمائے کرام نے انگریز کے ساختہ و پروردہ متنبی کی بیخ کنی و استحصال کے لیے بے مثال خدمات انجام دیں، لیکن جو شہسوار اس میدان میں سب سے سبقت لے گیا اور مرزائیت کے محاسبے میں شہرت دوام پائی، آج دنیا اسے فاتح قادیان شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کے نام نامی اسم گرامی سے یاد کرتی ہے۔

مولانا موصوف نے اپنی حیات مستعار کے آخری لمحات تک اپنے آپ کو خدمتِ اسلام اور دفاع اسلام کے لیے وقف کیے رکھا۔ اس سلسلہ میں مولانا گرامی کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے۔ شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ نے اس پامردی، بہادری اور جہد مسلسل سے مرزا غلام احمد کا تعاقب کیا جس سے وہ شدید گھبراہٹ کا شکار ہوگیا۔ بالآخر 15/ اپریل 1907ء کو اس نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ' جس میں مرزا نے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا کہ ''جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے۔''

اس اشتہار کے گیارہ ماہ بعد اہل دنیا نے دیکھا کہ 24 مئی 1908ء کو مرزا' احمد یہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ لاہور میں مرزا یعقوب بیگ کے مکان پر ہیضے کی بیماری سے اس دنیا سے چل بسا جس سے اس کا کذاب ہونا بالکل عیاں ہوگیا۔ واللہ علی کل شیء قدیر۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اس سے چالیس برس بعد 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح حق کا حق اور باطل کا باطل ظاہر فرمایا اور دنیا میں بھی اس سارق نبوت کو نشان عبرت بنایا، جس میں اہلِ بصیرت کے لیے واضح نشانیاں ہیں۔ لیکن قادیانی گروہ نے اس سے عبرت نہ پکڑی، بلکہ وہ اس باطل گروہ کی نصرت و تائید میں اپنی تگ و تاز صرف کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور خاتم الانبیاء محبوب کبریا ﷺ کے باغی، ملتِ اسلام کے دشمن و بدخواہ، پاکستان کے غدار اور یہود و ہنود کے یہ ایجنٹ زیر زمین اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف سازشوں کے جال بنتے رہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد ان کی ریشہ دوانیاں اور دسیسہ کاریاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس انگریزی ایجنٹ نے صہیونیت کے ساتھ مل کر اسرائیل میں قادیانی سنٹر قائم کیے اور افریقہ و یورپ میں اپنے آپ کو ''احمدی'' ظاہر کر کے وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ 1922ء میں مرزا محمود خود فلسطین گیا اور اعلان کیا کہ یہودی اس خطہ کے مالک ہوجائیں گے۔ مرزا محمود نے برطانوی ہائی کمشنر سے ملاقات کی اور آئندہ خدمات کا نقشہ تیار کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد 1919ء میں افغانستان اور انگریزوں میں جنگ چھڑی تو قادیانی ایک کمپنی کی شکل میں برطانوی خدمات انجام دینے میں مصروف کار رہے۔

پہلی جنگ عظیم کے نتائج سامنے آگئے تو افریقہ کے بعض حصوں میں قادیانی مشن قائم کیے گئے۔ تمام مشن برطانیہ کے لیے جاسوسی کرتے تھے۔ پاکستان معرض وجود میں آیا تو آزادی کے بعد یہ استعماری گماشتہ بن گئے۔

مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنے کئی پمفلٹوں میں اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ تقسیم ہند سے راضی نہیں۔ وہ اکھنڈ ہندوستان کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ آج بھی قادیانیوں کی یہی تمنا ہے۔ جب پاکستان بن گیا تو مرزا بشیر الدین محمود نے پینترا بدلا اور پاکستان کو اپنے نرغہ میں لینے کا عزم کیا۔

ظفر اللہ خاں قادیانی پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔ اس کے ذمہ دو اہم کام سونپے گئے: ایک مختلف مقامات کے مرزائی افسروں کا تحفظ، دوسرا وزارت خارجہ میں مرزائی افسروں کی بھرتی۔ اس طرح مختلف ممالک کے سفارت خانوں میں قادیانی عہدیداروں کی بھرمار ہوگئی۔ انہوں نے مختلف اسلامی ممالک میں نہ صرف اپنے تبلیغی مشن قائم کیے، بلکہ بعض عرب ملکوں میں خفیہ اہلکار متعین کیے جو عالمی سامراج کی ہدایات پر کام کرتے تھے۔

چوہدری ظفر اللہ خان کا خفیہ کام کابینہ کے اندرونی راز اور بعض اہم سرکاری فیصلے مرزا بشیر الدین تک پہنچانا تھا۔ جب تک بانیٔ پاکستان محمد علی جناح اور وزیر اعظم لیاقت علی خان زندہ رہے، ظفر اللہ خان اپنے زیادہ پاؤں نہ پھیلا سکا، لیکن خواجہ ناظم الدین کے وزیر اعظم بننے کے بعد اس نے تمام حدود پھاند ڈالیں اور بلا جھجک قادیانیت کے پھیلاؤ میں منہمک ہوگیا۔

مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے خطبات میں زور دینا شروع کیا کہ ان کے پیروکار تمام کلیدی عہدوں میں بھرتی ہوں اور اس طرح پاکستان کے تمام محکموں میں چھا جائیں۔ (ملاحظہ ہو الفضل ۱۱ جنوری 1952ء) مرزا مذکور کا یہی اصل روپ تھا۔ جب تک انگریز رہا، وہ مذہب کی کمین گاہ میں بیٹھ کر انگریز کی سیاسی خدمات انجام دیتے رہے۔ انگریز چلا گیا تو سیاسی شاطر کی حیثیت سے سامنے آگئے اور قادیانیت کو برسر اقتدار لانے کی جدو جہد میں سرگرم ہوگئے۔ دوسری طرف ظفر اللہ خان قادیانی عالمی سامراج کی شہ پر کام کرنے اور ملک میں جہاں کہیں جس عہدے پر کوئی مرزائی افسر تھا، وہ علی الاعلان اپنے فرقہ کی خدمت کرتا اور اپنے عقیدے کی تبلیغ میں بے باک تھا (تفصیل دیکھیں: تحریک ختم نبوت (ص: 83-86) از شورش کاشمیری) جب مرزائی منہ زوری کے علاوہ سینہ زوری پر تل گئے تو مولانا حسین اختر نے کراچی میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کی ایک میٹنگ بلائی، ان کے سامنے تمام حقائق و واقعات رکھے اور 13 جون 1952ء کو ایک مجلس مشاورت طلب کی۔ اس کے دعوت نامے پر علامہ یوسف کلکتوی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا لال حسین اختر کے دستخط تھے۔ اس مجلس مشاورت نے ذیل کے مطالبات مرتب کیے:

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ چوہدری ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

۳۔ تمام کلیدی عہدوں سے احمدیوں کو ہٹایا جائے۔

اس غرض سے آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے اجلاس کی صدارت فرمائی اور کنونشن منعقد کرنے کے لیے ایک بورڈ مقرر کیا گیا۔ اس کے ارکانِ حسب ذیل تھے: علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ یوسف کلکتوی، مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا لال حسین اختر، مولانا احتشام الحق تھانوی وغیرہم۔

قادیانی امت کے عزائم سے آگاہ کرنے کی غرض سے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے 13 جولائی 1952ء کو لاہور میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد کی، جس میں صوبہ بھر کے علماء کرام نے شرکت کی۔ اس غرض سے دعوت نامہ جاری کیا گیا، اس پر مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا نورالحسن بخاری وغیرہ کے دستخط تھے۔ مارچ 1953ء میں کراچی میں ایک اہم کانفرنس ہوئی۔ اس میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابو اعلیٰ مودودی، امام العصر مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، علامہ محمد یوسف کلکتوی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا محمد شفیع، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی وغیرہ شامل تھے۔ اس کانفرنس میں پندرہ ممبروں کو مجلس عمل کارکن قرار دیا گیا جن میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا احتشام الحق تھانوی، علامہ محمد یوسف کلکتوی قابلِ ذکر ہیں۔

مرکزی مجلسِ عمل ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے۔ اس دور میں علمائے اہلِ حدیث میں مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عطاء اللہ حنیف، متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محمد عبداللہ روپڑی، مولانا حافظ عبدالقادری روپڑی، مولانا محمد عبداللہ ثانی، مولانا شرف الحق محمد ملتانی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا عبدالرحمان آزاد، مولانا قاری عبدالخالق رحمانی، علامہ محمد یوسف کلکتوی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا عبداللہ گورداسپوری، مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانی، مولانا عبدالرشید صدیقی، مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی، مولانا محمد رفیق پسروری، مولانا محمد صدیق فیصل آبادی وغیرہ اس تحریک ختم نبوت میں پیش پیش تھے۔ یہ تفصیل ہم نے یہاں اس لیے ذکر کی ہے تاکہ قارئین کرام کو آگاہ کیا جاسکے کہ ایک طرف تو قادیانی خفیہ طور پر کس طرح پاکستان کے کلیدی عہدوں تک پہنچے اور انہوں نے اپنے عقیدہ کا پرچار کیا، دوسری طرف علمائے اسلام نے قادیانیوں کے خلاف کس قدر خدمات انجام دیں؟ اس دوران انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس دور میں علمائے اہلِ حدیث کا کردار سرفہرست رہا۔ جب 29 مئی 1974ء کو چناب نگر کا سانحہ رونما ہوا تو اس دلخراش واقعہ سے تحریکِ ختم نبوت زور پکڑ گئی۔

اس دور میں علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد صدیق فیصل آبادی، مولانا عبداللہ احرار، مولانا محمد رفیق مدن پوری، مولانا محمد شریف اشرف، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا طیب معاذ، مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری، مولانا حافظ اسماعیل ذبیح، مولانا عبدالرحیم اشرف اور مولانا یوسف انور وغیرہ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اس دور میں خطیبِ ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر نے قادیانیوں کے خلاف معرکہ آراء تقریریں کیں۔

اس سے قبل جب علامہ صاحب ترجمان الحدیث اور ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور کے مدیر تھے تو حضرت علامہ صاحب نے مرزائیت کے خلاف اپنے شمشیر برہنہ قلم کو اٹھایا، اس سے ملک میں ایک شدید غلغلہ مچ گیا۔ یہ مضامین اب کتابی شکل میں ''مرزائیت اور اسلام'' کے نام سے مطبوع ہیں جو کہ لائق مطالعہ ہیں۔

7 ستمبر 1974ء کو حکومت پاکستان نے قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کے مطابق قادیانیوں، احمدیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس بے نظیر فتح پر تمام ملک میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

یہاں میں یہ بات ضرور رقم کروں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مختلف کفریہ دعاوی سے لے کر تقسیم ملک سے قبل اور بعد کی ختم نبوت تحریکوں میں قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں علمائے اہلِ حدیث کا کردار سرفہرست رہا، لیکن کچھ ایسے کوتاہ بین اور تعصب کے مارے ملمع ساز ہمارے ملک میں ہیں جو نمام خدمات کو اپنے بزرگوں کے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر سال 7 ستمبر کو جلسوں اور کانفرنسز میں اصل حقائق سے چشم پوشی کرتے اور عوام کو صرف اپنے بزرگوں کے قصیدے سنا کر بہلاتے ہیں۔ ہمارے علمائے کرام اور اصحاب قلم کو چاہئے کہ تحریکِ ختم نبوت کے سلسلہ میں علمائے اہلِ حدیث کی خدمات اپنی تقریرات و تحریرات میں بیان کریں تاکہ نئی نسل کو اس بارے آگاہی ہو سکے۔

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے بڑی اچھی بات کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ

''یہ ایک نہایت تاریخی مسئلہ ہے، جسے قلم وقرطاس سے تعلق رکھنے والے اہلِ حدیث حضرات کو مرکزی موضوع بنانا چاہیے اور اس بات میں اپنی اور اپنے بزرگوں کی خدمات کا تفصیل سے ذکر کرنا چاہئے۔ یاد رہے کوئی دوسرا کسی کے کارناموں کو بے شک وہ کتنی بڑی اہمیت کے حامل ہوں، بیان نہیں کرتا۔ اپنی بات خود بیان کرنا اور اپنے کارناموں سے جو خالص دینی یا سیاسی نوعیت کے ہیں، موجودہ اور آنے والی نسلوں کو مطلع کرنا چاہئے۔ جو لوگ انکسار سے کام لیتے ہیں اور بات ظاہر کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں وہ تاریخ کو چھپاتے ہیں اور صحیح واقعات پر پردہ ڈالنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(مقدمہ مرزائیت نئے زاویوں سے (ص: 28))

اللہ بھلا کرے محترم ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کا کہ جو تحریکِ ختم نبوت کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کررہے ہیں۔ پاکستان میں جس کی 16 جلدیں مکمل ہوچکی ہیں۔ اس سلسلہ کی 30 جلدیں ماہنامہ محدث لاہور کی ویب سائٹ پر آن لائن ہوچکی ہیں۔ جب کہ ہندوستان میں مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند کے زیرِ اہتمام اس کی اٹھارہ جلدیں طبع ہوچکی ہیں۔ الحمدللہ علی ذلک۔ یقیناً یہ کام بہت اہم ہے جسے تن تنا ہمارے محسن بزرگ ڈاکٹر بہاء الدین صاحب سرانجام دے رہے ہیں جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب تحریکِ ختم نبوت کے موضوع پر ایک اہم انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

اب ہمارے اصحاب علم وقلم کو چاہئے کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اہلِ حدیث کی اس موضوع میں اولیات کو اُجاگر کریں۔

یاد رہے! انگریز کی یہ پروردہ، وظیفہ خوار اور جاسوس جماعت زیرزمین اب بھی بڑی متحرک ہے۔ اپنے مختلف رسائل وجرائد، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ کے ذریعہ اپنے عقائد ونظریات کا پرچار کرنے میں مصروف ہے۔ سب سے بڑھ کر جو تشویش ناک بات ہے یہ کہ لوگ اپنے آپ کو اب بھی مسلمان کے نام سے متعارف کراتے ہیں کمالِ بخشی۔ مسلم کے نام سے ٹی وی چینل اور اسلام کے نام سے کئی ویب سائٹ انہوں نے آن لائن کر رکھی ہیں۔ جن میں ان کے مبلغین قرآن وسنت سے غلط استدلال کرکے متنبی قادیان کی جھوٹی نبوت کو ثابت کرتے ہیں اور حدیثِ افتراق امت سے استدلال کرکے اپنے آپ کو طائفہ ناجیہ منصورہ قرار دیتے ہیں اور باقی مسلمانوں کو گمراہ گردانتے ہیں۔ عصر حاضر میں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم میڈیا کے ذریعہ ان کا ناطقہ بند کریں۔

گذشتہ دنوں راقم ملتان میں ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں اہلِ حدیث یوتھ فورس کی میٹنگ میں مدعو تھا۔ وہاں چنیوٹ سے ایک بھائی بڑی افسوس ناک خبر بتا رہا تھا کہ ابھی حال ہی میں چناب نگر میں قادیانیوں کی ایک بڑی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مبشر نامی ایک قادیانی نوجوان نے مجمع بھر میں یہ تجویز پیش کی کہ ہمارے تین بڑے دشمن دنیا سے جاچکے ہیں۔ ان میں سرفہرست جس کا نام لیا وہ سپوت اہلِ حدیث شیخ الاسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ اس قادیانی نوجوان نے تجویز دی کہ ان کی وفات پر ہمیں یوم نجات منانا چاہئے۔ تمام قادیانیوں نے اس کی تجویز کو قبول کیا اور اس نوجوان کو انعام واکرام سے نوازا۔ اس سے قبل بھی قادیانی اپنے رسائل وجرائد میں ضیغم اسلام، مولانا محمد حسین بٹالوی اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ کے بارے میں دشنام طرازی اور دریدہ دہنی کرتے رہے ہیں۔

ہم حکومتِ وقت سے اپیل کرتے ہیں کہ ایسے بے لگاموں کو لگام دے، ملک کے ان بداخواہوں کی کڑی نگرانی رکھے اور ان کی تمام ایسی تقریرات وتحریرات پر پابندی عائد کرے، جن سے اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک کے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف زبان درازی کی گئی ہو۔ ہم قادیانیوں کی اس تجویز کی بھرپور مذمت کرتے ہیں جس میں انہوں نے علمائے کرام بالخصوص شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ کے بارے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کیا ہے۔

تمام اہلِ اسلام کو متحد ہوکر ان دشمنانِ اسلام کے مکروفریب کو طشت از بام کرنا چاہئے اور ان کے ناپاک عزائم کو نیست ونابود کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مرکزی قیادت کو اپنے حفظ وامان میں رکھے کہ انہوں نے اسلام کے ان دشمنوں کے جارحانہ عزائم سے پردہ چاک کرنے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اہلِ حدیث یوتھ فورس کے زیرِ اہتمام ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کرایا۔ ہر سال آل پنجاب ختم نبوت کانفرنس مختلف شہروں میں منعقد ہوتی ہے۔ گزشتہ سال بلدۂ ملتان کی معروف دینی درسگاہ مرکز ابن القاسم بوسن روڈ ملتان دونومبر بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قائدِ ملتِ سلفیہ علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے فرمائی۔ مرکزی جمعیت اہلِ حدیث اور یوتھ فورس کے قائدین کے علاوہ جید علمائے کرام نے خطابات ارشاد فرمائے۔

قارئین کرام یہ ہماری ذات کا معاملہ نہیں اس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہے اس لیے جتنا ہو سکے عقیدۂ ختم نبوت کا پرچار کریں تاکہ نسل جدید قادیانی پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوسکے، یہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہر مسلمان کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔ یہ حبِ رسول کا تقاضا بھی ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کا اور ختم نبوت کا دفاع کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہماری اس ادا کو پسند فرما کر ہمیں معاف کردے اور آخری پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں میدانِ محشر میں جامِ کوثر نصیب فرمادے۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمارے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت پیدا کردے۔ آمین

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی، ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

(علامہ اقبالؒ)

سجدۂ سہو کے مسائل

تحریر: جناب الشیخ عبدالرحمن عزیز

سجدۂ سہو امت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس کے ذریعے نماز جیسے عظیم ترین رکن میں انسانی بھول سے پیدا ہونے والے نقص کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ سجدۂ سہو ہر قسم کی نماز میں بھول چوک پر واجب ہے، آدمی اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا باجماعت اور نماز فرض ہو یا نفل، بھول چوک پر سجدۂ سہو کیے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فاذا نسی احدکم فلیسجد سجدتین)) (مسلم: ۹۲/۵۷۲)

''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے تو اسے دو سجدے کرنے چاہئیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فی کل سھو سجدتان بعد ما یسلم)) (ابن ماجہ: ۱۲۱۹)

''ہر قسم کی بھول میں سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں۔''

سلام سے قبل ایک سے زائد غلطیاں ہو جائیں تو ان کے لئے سہو کے دو سجدے ہی کافی ہیں اور نماز میں جان بوجھ کر کی جانے والی غلطی کا ازالہ سجدۂ سہو سے نہیں ہوگا بلکہ نماز باطل ہو جائے گی۔

رکعات میں کمی بیشی پر سجدۂ سہو

اگر کوئی رکعت چھوٹ گئی تو اس رکعت کو مکمل کرنے کے بعد سجدۂ سہو کیا جائے گا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا تو آپ سے ذوالیدین صحابی نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا ذوالیدین سچ کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں'' تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور باقی والی دو رکعات پڑھائیں، پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، جو عام سجود کی مانند یا ان سے لمبا تھا، پھر اٹھے۔'' (بخاری: ۱۲۲۸، مسلم: ۹۹/۵۷۳)

☆ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر چلے گئے۔ ایک آدمی جسے خرباق کہا جاتا تھا، وہ آپ ﷺ کے پاس گیا، اس نے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے لوگوں کے پاس آئے اور ان سے پوچھا: ''کیا یہ شخص سچ کہتا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں'' آپ نے ایک رکعت پڑھائی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔'' (مسلم: ۵۷۴، ابوداؤد: ۱۰۱۸)

☆ اگر کوئی رکعت زیادہ پڑھ لی ہے تو اس پر بھی دو سجدے کیے جائیں گے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھا دی تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ''کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' کہنے والے نے کہا: ''آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں'' تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔'' (بخاری: ۱۲۲۶، مسلم: ۹۱)

اگر کوئی نماز میں بھول کر اضافی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا ہے تو جہاں یاد آجائے وہیں سے پلٹ کر تشہد میں بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر لے۔

درمیانہ تشہد چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو:

☆ اگر کوئی درمیانہ تشہد بھول جائے تو وہ سجدۂ سہو کرے گا۔ سیدنا عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی اور آپ دو رکعت پر بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہوگئے، چنانچہ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے، جب نماز ختم ہونے والی تھی اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے تو آپ نے اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔'' (بخاری: ۸۲۹، مسلم: ۵۷۰)

واضح رہے کہ اگر کوئی درمیانہ تشہد بھول گیا ہے اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو وہ یاد آنے پر بیٹھے گا نہیں، بلکہ نماز پوری کرے گا اور آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے گا۔ لیکن اگر کھڑا ہونے لگا اور یاد آ گیا تو بیٹھ جائے گا اور اس غلطی پر دو سجدے نہیں۔ کیونکہ مذکورہ بالا عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ایک روایت میں یہ بھی ہے: ہم نے سبحان اللہ کہا پس جب آپ سیدھے کھڑے ہو گئے تو آپ نے قیام شروع کر دیا اور آپ واپس نہ لوٹے۔'' (صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۵/۲، ح: ۱۰۳۱)

☆ درمیانہ تشہد جہاں کرنا چاہیے تھا وہاں نہ کیا، یا جہاں نہیں کرنا چاہیے تھا وہاں کیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

رکعات کی تعداد میں شک پر سجدۂ سہو

☆ اگر رکعات کی تعداد میں شک پڑ جائے تو اس کی دو تنقیحیں ہوں گی، ایک یہ کہ اسے یقین نہیں آ رہا کہ آیا اس نے تین پڑھی ہیں یا چار، دوسری شکل یہ ہے کہ شک پڑنے پر اس نے غور و خوض کیا اور اسے یقین آ گیا کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

① پہلی حالت سے متعلق ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کے بارے میں شک پڑ جائے اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو چھوڑ دے اور یقینی بات پر بنیاد رکھے (یعنی تین پر) اور پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے، اب اگر اس نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہوگی تو یہ سجدے اس کی نماز (کی رکعات) کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعت نماز پڑھی ہوگی تو یہ سجدے شیطان کے لئے ذلت کا سبب ہوں گے۔'' (مسلم: ۵۷۱)

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو دو اور ایک کے درمیان شک ہو جائے تو وہ ایک رکعت شمار کرے، اگر دو اور تین کے درمیان شک ہو تو دو رکعتیں شمار کرے، اگر تین اور چار کے درمیان شک پڑ جائے تو تین رکعتیں شمار کرے، پھر باقی نماز پوری کر لے، حتیٰ کہ شک اضافے کے بارے میں رہ جائے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔'' (ابن ماجہ: ۱۲۰۹، ترمذی: ۳۹۸)

② دوسری شکل یہ ہے کہ اسے شک پڑا مگر

غوروخوض کے بعد پتہ چل گیا کہ اس کی کون سی رکعت ہے تو وہ ظن غالب پر بنیاد رکھے اور آخر میں دو سجدے کرلے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اذا شك احدكم فى صلاته فليتحر الصواب فليتم عليه، ثم يسلم ثم يسجد سجدتين))

(بخاری: ۴۰۱، مسلم: ۵۷۲)

''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ ٹھیک بات کو تلاش کرے اور اسی کے مطابق اپنی نماز پوری کرے، پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرلے۔''

واضح رہے کہ ''فليتحر الصواب'' اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ''وليبن على استيقن'' کا معنی مختلف ہے، جیسا کہ مسلم کی حدیث میں جو مختلف چار الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے اور یہ فرق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۹۵/۳) میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ (۱۱۴/۲) میں اور امام ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں، جبکہ امام نووی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے ان دونوں احادیث کا ایک ہی معنی مراد لیا ہے۔

جن غلطیوں پر سجدۂ سہو نہیں

مندرجہ ذیل غلطیوں پر سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا:

کوئی جہالت کی وجہ سے نماز میں بات کرے۔ جان بوجھ کر بولنے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ سیدنا معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ نے لاعلمی کی وجہ سے نماز میں کوئی بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ نماز ہے، اس میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں۔'' (مسلم: ۵۳۷)

کوئی دعا زیادہ مرتبہ پڑھی گئی، یا دعا میں کوئی لفظ زیادہ پڑھا گیا، ایک آدمی نے نماز میں اپنی طرف سے ((ربنا ولك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه)) پڑھ دیا، نماز کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کلمات کس نے کہے تھے؟'' اس شخص نے کہا: ''میں نے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تیس سے زیادہ فرشتے دیکھے جو اسے پہلے لکھنے میں مقابلہ کر رہے تھے۔'' (بخاری، کتاب الاذان: ۷۹۹)

قرأت میں غلطی ہوگئی تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت بھولنے پر سجدۂ سہو نہیں کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد: ۹۰۷)

فاتحہ کی قرأت رہ جائے تو

☆ اگر کوئی کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ کی قرأت بھول جائے تو وہ اس رکعت کو دوبارہ پڑھے اور پھر دو سجدے کرے، کیونکہ فاتحہ کے بغیر رکعت ہی نہیں ہوتی۔ اسی طرح رکوع یا سجدہ کرنا بھول جائے تو بھی پہلے وہ رکعت پڑھے، پھر دو سجدے کرے۔

امام ومقتدی کے احکام

اگر امام بھول جائے تو مقتدی امام کو غلطی پر متنبہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فاذا نسيت فذكرونى)) (مسلم: ۵۷۲)

''جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروا دیا کرو۔''

(اگر امام قرأت میں سے کچھ بھول جائے تو اسے بھولا ہوا لفظ بتانا چاہئے۔ اگر کوئی اور غلطی ہو جائے تو مرد ''سبحان الله'' کہہ کر اور عورتیں تالی بجا کر آگاہ کریں)

امام غلطی سے اضافی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو مقتدیوں کو تنبیہ کرنی چاہئے، امام پلٹ آئے تو صحیح ورنہ مقتدی بھی امام کی اقتدا کریں، کیونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بھول کر ظہر کی پانچ رکعات پڑھا دیں، جب سلام پھیرا تو لوگوں نے پوچھا: ''کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ سہو کیا۔ (بخاری: ۱۲۲۶، مسلم: ۵۷۲/۹۱)

امام غلطی سے دوسرے رکن میں منتقل ہو گیا تو مقتدیوں کو بھی امام کی اقتداء کرنی چاہیے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول کر درمیانہ تشہد بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے (تو صحابہ بھی پیچھے کھڑے ہو گئے) اور آپ نے نماز مکمل کر کے سجدۂ سہو کیا..... اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ (بخاری: ۱۲۳۰، مسلم: ۵۷۰/۸۶)

کسی غلطی پر امام سجدۂ سہو کرے تو مقتدیوں کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔ (ایضاً)

مقتدی جماعت کے دوران میں کوئی انفرادی غلطی کر لیتا ہے تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام مقتدیوں کا ضامن ہے۔'' (ابوداؤد: ۵۱۷، ترمذی: ۲۰۷)

لیکن اگر مقتدی جماعت کے بعد والی رکعات میں غلطی کرے تو وہ سجدۂ سہو کرے، یا امام کے ساتھ ہی ہے لیکن کسی وجہ سے اس کی قرأت فاتحہ رہ جائے یا رکوع وسجدہ رہ جائے تو وہ بعد میں وہ رکعت دوبارہ پڑھے اور دو سجدے کرے۔

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ

سجدۂ سہو نماز کے دوسرے سجدوں کی طرح کیا جاتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے اللہ اکبر کہا اور عام سجدوں کی طرح سجدہ کیا، یا اس سے کچھ لمبا، پھر سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہا پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر رکھا اور عام سجدوں کی طرح یا ان سے کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھایا۔ (بخاری: ۱۲۲۹، مسلم: ۵۷۳)

سجدۂ سہو کرنے کے دو مقامات ہیں

آخری تشہد میں دعائیں مکمل کرنے کے بعد دو سجدے کریں، پھر سلام پھیر لیں۔ (بخاری: ۱۲۲۴، مسلم: ۱۲۶۹)

دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کریں اور پھر سلام پھیریں۔ (بخاری: ۱۲۲۶، مسلم: ۵۷۴)

سجدۂ سہو کے مذکورہ بالا دونوں طریقے جائز ہیں۔ دونوں طریقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں رہ جانے پر انہیں ادا کیا اور سجدے سلام کے بعد کیے تو اس صورت میں سلام کے بعد بہتر ہیں اور ایک دفعہ آپ کا درمیانہ تشہد رہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کیے تو اس صورت میں پہلے افضل ہیں۔

☆ آخری تشہد میں دعائیں مکمل پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرنا اور پھر دوبارہ مکمل تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا، یہ کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں۔

☆ باتیں کرنے یا وقت گزرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، یعنی نماز دہرانا نہیں پڑے گی۔ ذوالیدین کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باتیں کرنے اور وقت گزرنے کے باوجود نماز نہیں دہرائی، صرف باقی نماز ادا کی اور سجدۂ سہو کیا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کچھ وقت گزر گیا یا باتیں کر لیں تو نماز دہرانا پڑے گی، جبکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ یہ ذوالیدین والی صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

☆ ایک نماز میں ایک سے زائد غلطیاں ہو جائیں تو ان سب کے لئے ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہے۔ (واللہ اعلم)

یادِ رفتگان

مولانا سید مولا بخش کوموی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر
جناب مولانا
سید محمد بلال طاہر

دنیا میں جو بھی آتا ہے وہ ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں بلکہ وہ عالم آخرت کو سدھارنے کے لئے آتا ہے۔ لیکن دنیا میں کچھ ایسی ہستیاں آتی ہیں جن کو بعد میں آنے والے لوگ بہت یاد کرتے ہیں۔ ان میں مولانا سید مولا بخش کوموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

یہ عظیم شخصیت ہندوستان کے ضلع لدھیانہ کے گاؤں کرودیاں میں 1888ء کو حاجی سید کرم نواز کے گھر پیدا ہوئی۔ آپ کا شجرہ نسب ۴۲ ویں پشت سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

مولانا سید مولا بخش کوموی اَن پڑھ تھے لیکن آپ کے چچا اور بڑے بھائی ابراہیم قرآن مجید کے بہترین حافظ تھے۔ اُس دور میں اکثر ان پڑھ لوگ بھی حافظ محمد لکھویؒ کی کتابیں احوال الآخرۃ، زینت الاسلام اور مولوی عبدالستار کی اکرام محمدی پڑھا کرتے تھے۔ کوموی صاحب کو احوال الآخرت کے اکثر شعر زبانی یاد تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے دین سے لگاؤ اور دل میں علم دین حاصل کرنے کی تڑپ تھی۔ اس وقت نہ ہی اتنے وسائل تھے نہ قرب و جوار میں کوئی دینی درسگاہ تھی لیکن علم حاصل کرنے کا شوق دامنگیر تھا۔ ایک دن گھر سے کھیتوں کی طرف روانہ ہوئے اور کسی کندھے پر رکھی تھی۔ کھیت میں پہنچ کر کسی وہاں رکھی اور کسی کو بتائے بغیر علم حاصل کرنے کے لیے پیدل سفر کرتے ہوئے روپڑ کے قریب موضع سنانا میں عالم دین مولوی دین محمد صاحب سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے لگے، پھر کچھ تعلیم مولوی عبدالجبار صاحب ملک پوری سے حاصل کی۔ اس کے بعد لکھوکے میں دینی مدرسے کا علم ہوا تو سید کوموی صاحب، مولانا عطاء اللہ لکھویؒ جو معروف مدرس اور شہرت یافتہ استاد تھے اُن کے پاس چلے گئے۔ اُس وقت مدارس میں کھانے کا انتظام کم ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرے کھانے کا انتظام نہ ہوا لیکن علم کا شوق لے کر گھر سے نکلا تھا تو میں طلباء کے بچے کھچے روٹی کے ٹکڑے اکٹھے کر لیتا، ان کو پانی میں بھگو کر ان سے اپنی بھوک مٹاتا اور اساتذہ سے علمی پیاس بجھاتا پھر کچھ دیر بعد اللہ تعالیٰ نے کھانے کا بہترین انتظام کر دیا۔

اب تک گھر والوں کو کوئی علم نہیں تھا کہ ہمارا بیٹا کہاں ہے۔ سید صاحب کے والد محترم آنے جانے والے آدمیوں سے ان کے بارے پوچھتے رہتے تھے کہ شاید کہیں سے بیٹے کا سراغ لگ جائے۔ خوش قسمتی سے ایک دن کپڑے کی پھیری لگانے والے نے بتایا کہ میں نے آپ کے لڑکے کو فلاں گاؤں میں دیکھا ہے۔ حاجی سید کرم نواز تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: مولا بخش! اُٹھو اور گھر چلو۔ بغیر چوں چراں آپ چل پڑے۔ دل میں تعلیم کا شوق تھا لیکن وہ ادھورہ رہ گیا، میری آنکھوں میں آنسو تھے، والد نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ مولا بخش رو رہا ہے۔ والد محترم نے کہا: مولا بخش! کیوں روتا ہے؟ فرمایا: ابا جان! ابھی میری تعلیم مکمل نہیں ہوئی۔ والد محترم کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پھیر دیا۔ کہا جاؤ جا کر پڑھو۔ وہ گھر چلے گئے اور سید صاحب واپس لکھوکے درسگاہ چلے گئے۔ سید صاحب نے صرف و نحو، تفسیر و حدیث، فقہ اور اصول کی تعلیم حاصل کی لیکن ابھی بخاری شریف پڑھنا تھی۔ جب مولا بخش کوموی کے دل میں بخاری پڑھنے کی سوچ پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! کوئی ایسا استاد دے جو حدیث رسول ﷺ کو حدیث ہی کی روشنی میں پڑھائے۔ سید صاحب نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے آیت کریمہ کا رات کو وظیفہ شروع کر دیا۔ ابھی دس دن گزرے تھے کہ مولا بخش کوموی فرماتے ہیں کہ رات سوتے وقت مجھے کسی نے بتایا کہ مولا بخش! تیرا حدیث کا استاد عبداللہ ہے، صبح ہوئی تو شیخ الحدیث مولانا عبداللہ کھیپا نوالی لکھوکے جامعہ میں تشریف لائے اور پوچھا کہ مولا بخش کون ہے؟ مجھے ملے اور کہا کہ میرے ساتھ چلو، اس سال آپ کو بخاری شریف میں نے پڑھانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میرے استاد نے مجھے بڑی محبت و پیار سے حدیث پڑھائی اور یہ میری زندگی کا قابل رشک مال تھا۔

سید مولا بخش کے علم کی تکمیل ہوئی تو واپس اپنے گاؤں کرودیاں تشریف لائے۔ قرآن و سنت کی تبلیغ اپنی برادری اور عزیز رشتے داروں سے شروع کر دی جو آخری دم تک جاری رہی۔ برادری والوں کو بہت سی رسومات اور بدعات سے نکال کر راہ ہدایت پر لائے اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

سید مولا بخش کوموی کے کوم آنے کا پس منظر یہ تھا کہ ان کے علم اور دعوت و تبلیغ کی شہرت طالب علمی کے دور سے ہی تھی، کوم میں ایک درسگاہ تھی جس کو ایک ایسے استاد کی ضرورت تھی جو وہاں علم و عرفان کے موتی بکھیر سکے۔ چنانچہ مولوی ضیاء الدین نے سید صاحب سے رابطہ کیا۔ ۱۹۲۰ء کو انہیں کوم لے آئے۔ کوم ضلع لدھیانہ میں راجپوت برادری کا مشہور گاؤں تھا، اس کی شہرت پورے ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے اسباب اولاً یہ کہ جید علماء مولانا علاؤالدین اور مولانا عبدالعزیزؒ جیسی ہستیاں یہاں تھیں، دوسرا سبب سید مولا بخشؒ جیسے ولی کامل کا وہاں طویل قیام اور اصلاحی کردار تھا۔

تقسیم ہند کے وقت آپ کوم میں رہائش پذیر تھے، اس لیے وہ اپنی برادری سے جدا تھے کیونکہ باقی برادری اپنے گاؤں کرودیاں میں آباد تھی اور کسی کو ایک دوسرے کی خبر نہ تھی۔ آپ ہجرت پاکستان کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ اپنے سائیکل پر ایک کتابوں کا ٹرنک ساتھ لائے، بالآخر آپ لاہور پہنچے پھر لاہور سے ٹوبہ ٹیک سنگھ آئے کیونکہ کوم کی ساری راجپوت برادری ٹوبہ ٹیک سنگھ سے چار میل کے فاصلہ پر ناگرہ گاؤں میں آباد ہوئی۔ اس لیے ہر مہاجر کو قیام کے لئے کسی جگہ کی ضرورت تھی، سید صاحب اہل خانہ سمیت ناگرہ پہنچ گئے۔

بعد ازاں آپ جانی والا اسٹیشن کے قریب چک نمبر 292 ج ب سید محمود میں آباد ہوگئے۔ مولا بخش کوموی کے کچھ شاگردوں کو آپ کے سید محمود قیام کا علم ہوا تو خدمت میں حاضر ہوئے لیکن نہ مسجد نہ مدرسہ اور نہ کتابیں اور کھانے کا انتظام بھی نہ تھا۔ کیونکہ سبھی مہاجر تھے لیکن ان سب کو سید صاحب نے اوڈانوالہ مدرسہ میں داخل کروا دیا۔

شب و روز کے معمولات میں ذکر و اذکار، قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل کثرت سے ادا کرتے تھے۔ بسا اوقات ناشتہ کے بعد تفسیر اور حدیث کی کوئی کتاب سر پر رکھتے اور باہر کھیتوں میں جا کر کام کاج کرتے اور اسے بھی پڑھتے تھے۔ سید محمود میں قیام کے فوراً بعد ایک کچی مسجد تعمیر کی، باجماعت نماز اور جمعہ کا اہتمام کیا۔ جماعتی تبلیغی جلسوں میں شرکت کے لئے اگر کوئی لینے کے لئے آجاتا تو ساتھ چلے جاتے لیکن تقریر کا عوضانہ قبول نہ کرتے اور کرایہ اپنی جیب سے ادا کرتے۔ صوفی محمد عبداللہؒ سے قلبی تعلق تھا اس لیے ماموں کانجن کانفرنس میں ضرور شرکت کرتے اور صبح کا درس قرآن مجید ارشاد فرماتے۔ سید صاحب کے دل میں حرمین شریفین کی زیارت کی تڑپ تھی۔ دو مرتبہ حج کیا، ایک قیام پاکستان سے پہلے اور دوسرا قیام پاکستان کے بعد جبکہ بے شمار مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ سید صاحب فرماتے ہیں: ایک دفعہ سعودی فرمانروا شاہ عبدالعزیز کو طواف کرتے دیکھا، اُس کے لیے بیت اللہ کا دروازہ کھلا اور میں بھی اُن کے ساتھ اندر داخل ہوگیا، نوافل ادا کئے لیکن کسی نے مجھے باہر نہیں نکالا۔

جید علماء کرام اور نامور شیوخ، شاہ صاحب سے ملنے کے لیے گاؤں آتے اور ان سے دعائیں کرواتے۔ سید مولا بخشؒ ایک وسیع خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ دو شادیاں کیں اور پہلی بیوی سے چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں جو کہ صغرسنی میں وفات پاگئیں، صرف ایک بیٹی سن بلوغت کو پہنچی (جن کا بیٹا مولانا سید عبدالخالق شاہ (فیصل آباد) میں مقیم ہیں۔ سید صاحب متقی، قناعت پسند اور مہمان نواز تھے۔ آخری حج ۱۹۷۴ء میں کیا اور وطن واپس آتے ہی بیمار ہوگئے۔ علماء شیوخ اور کثرت سے عقیدت مند بیمار پرسی کرنے آتے۔ ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء کو نماز عصر کے وقت بخار زیادہ ہوگیا۔ شام چھ بجے کے قریب بخار کم ہوا، گھر والے سب چارپائی کے اردگرد جمع ہوئے۔ بالآخر ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء بروز سوموار خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگلے دن ظہر کے بعد نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ویرووالوی نے پڑھائی۔ علماء اور اساتذہ دیر تک آتے رہے، اس طرح چار دفعہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

حافظ محمد یٰسین طٰہٰ مینیجر ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کو صدمہ

3 جون 2014ء بروز منگل ہفت روزہ اہل حدیث کے مینیجر حافظ محمد یٰسین طٰہٰ کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ سے قبل پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی نے فکر آخرت پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالرشید مجاہد آبادی کی علالتِ طبع کے باعث حافظ محمد یٰسین طٰہٰ نے ان کے حکم کی تعمیل کرتے خود ہی اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علماء کرام، احباب جماعت سمیت مختلف طبقہ ہائے فکر کے کثیر تعداد افراد جنازے میں شریک ہوئے۔ مرحومہ نہایت صالحہ، نیک طینت پابند صوم وصلوٰۃ اور شب بیدار خاتون تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ **(ادارہ)**

کابینہ وعاملہ پنجاب کے معزز ارکان کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کابینہ و عاملہ کا مشترکہ اجلاس بتاریخ 15 جون 2014ء بروز اتوار صبح 10 بجے، مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں زیر صدارت پروفیسر حافظ عبدالستار حامد امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب منعقد ہو رہا ہے۔

آپ مقررہ وقت سے پہلے دفتر تشریف لے آئیں۔ شکریہ! اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

ایجنڈا (1) تلاوت قرآن مجید اور سابقہ اجلاس کی کارروائی کی توثیق (2) صوبائی جمعیت کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ

(3) ڈویژنل کانفرنس بہاولنگر اور گوجرانوالہ کا جائزہ (4) پانچویں ڈویژنل کانفرنس کے انعقاد پر غور وخوض

(5) تبلیغی وتنظیمی امور (6) مالیاتی امور (7) طلبہ کے تحریری مقابلے اور تقسیم انعامات پروگرام کے انعقاد پر مشاورت

(8) ہفت روزہ اہل حدیث کی توسیع اشاعت (9) دیگر امور باجازت صدر اجلاس

نوٹ: اجلاس کا لیٹر نہ ملنے کی صورت میں معزز ارکان کابینہ و عاملہ اسی اطلاع کو دعوت نامہ سمجھ کر اجلاس میں ضرور شرکت کریں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب 0300-4473973

اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس

محترم بھائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس 13 جون 2014ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء تا 14 جون 2014ء بمقام مرکزی دفتر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان 106 راوی روڈ لاہور، زیر صدارت: حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان منعقد ہوگا۔ (ان شاء اللہ) جس میں آپ کی حاضری انتہائی ضروری ہے۔

امید ہے کہ آپ بروقت پہنچ کر جماعتی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔

ایجنڈا ☆ تحریک نفاذ اسلام کا جائزہ اور آئندہ 6 ماہ کیلئے اہداف کا تعین

☆ سالانہ مالیاتی رپورٹ اور رمضان المبارک میں فنڈ ریزنگ کیلئے منصوبہ بندی ☆ یتیموں کیلئے بیت المال کا قیام

☆ رکن سازی کا آغاز ☆ الاحسان ڈائری 2015ء کیلئے غور وخوض ☆ ختم نبوت کانفرنس کی تاریخ اور مقام کا تعین

☆ شعبہ تبلیغ کو مزید فعال کرنے کیلئے مشاورت ☆ سکیورٹی امور کا جائزہ ☆ دیگر امور باجازت صدر مجلس

والسلام

حافظ فیصل افضل شیخ

جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

0300-6124754

صرف اللہ مشکل کشا کانفرنس

اہل حدیث یوتھ فورس مانانوالہ کے زیر اہتمام صرف اللہ مشکل کشا کانفرنس 24 جون بروز منگل بعد نماز عشاء زیر صدارت مولانا عبدالوحید ربانی منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مولانا قاری محمد حنیف ربانی، مولانا حافظ عبدالباسط شیخوپوری، علامہ طارق محمود یزدانی، قاری بنیامین عابد، پروفیسر امین الرحمٰن ساجد، حافظ راشد محمود و دیگر علمائے کرام خطابات فرمائیں گے۔

منجانب:۔ ابوسفیان بھٹہ صدر A.S.F تحصیل شیخوپورہ

معمولی باتوں پہ جھگڑا کیوں.....؟؟

تحریر: جناب مولانا قاری لیاقت علی

آج کل اکثر لوگ معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں، بیٹے باپ سے جھگڑ رہے ہیں باپ بیٹوں سے جھگڑ رہا ہے اور بھائی بھائی سے دست بگریباں ہے، ماں بیٹی کی لڑائی ہے۔ کہیں بس اڈے پر لڑائی جھگڑا ہو رہا ہے، کہیں اسمبلی ہاؤس میں ہاتھا پائی ہو رہی ہے۔ کہیں بازاروں میں آپس میں گالی گلوچ ہو رہا ہے، تھانے کچہری میں چلے جاؤ، وہاں آپ کو جھگڑنے والے ہی نظر آئیں گے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تو مساجد جو امن کا گہوارہ ہیں وہاں بھی نمازی حضرات آپس میں الجھ پڑے ہیں۔ لڑائی جھگڑا عقل مند لوگوں کا کام نہیں، یہ تو جہلاء کا کام ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر دور جاہلیت کی طرح بحث وتکرار، قتل و غارت تو دور جاہلیت کا کام تھا کہ بقول مولانا حالی

کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

ہم تو مسلمان ہیں، ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے صاف ستھرا لڑائی جھگڑے سے پاک دین عطا کیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ ﴿انما المومنون اخوة﴾ کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جھگڑا کرنا تو پہلی شریعتوں میں بھی منع تھا۔ ایک دفعہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''جھگڑے سے بچ جاؤ کیونکہ اس کا فائدہ نہ ہونے کے برابر ہے اور وہ دو بھائیوں کے درمیان دشمنی کو ابھارتا ہے۔'' (شعب الایمان جلد ۱۱ رقم حدیث: ۸۰۷۶)

جھگڑا کب ہوتا ہے؟ جب کوئی کسی کو گالی دیتا ہے یا کسی کا مال کھاتا ہے، یا خون بہاتا ہے یا کسی پر بہتان لگاتا ہے تو دونوں فریق آپس میں لڑنا جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کا فرمان یاد رکھنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم نے اپنے بھائی پر کوئی ظلم کیا ہے اس کی بے عزتی، توہین یا کسی اور حوالے سے اس پر زیادتی کی ہے تو اس سے معاف کرالو۔''

((قبل ان لایکون درھم ولا دینار))(بخاری ۲۳۱۷، ترمذی: ۴/۶۱۳، ابن ماجہ رقم: ۲۴۱۴)

یعنی وہ دن آنے سے پہلے تلافی کرا لو، جب درہم و دینار، پیسہ اور روپیہ کام نہ آئے گا۔ آج معافی مانگ کر، معذرت کر کے کچھ دے دلا کر یا حسن سلوک کر کے معافی ہو سکتی ہے۔ اگر ہمیں آپ ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے تو کبھی لڑائی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے۔ لڑائی جھگڑا کرنے سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ (صحابہ) کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس پیسے بھی نہیں اور دنیا کا ساز وسامان بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں وہ شخص مفلس ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا (لیکن اس کے ساتھ) اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال چھینا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیاں انہیں دے دی جائیں گی۔ اگر اس کی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہو جائیں گی کہ اس کے ذمہ عائد حقوق کا معاوضہ بن سکیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر رکھے جائیں گے پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم ۲۵۸۶، ترمذی: ۲۴۲۰، مسند احمد: ۲/۲۳۵)

اسی طرح آپ ﷺ نے روزے دار کو خصوصی طور پر لڑائی جھگڑا کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ جھگڑا نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ روزہ دار بے ہودگی اور جہالت والے کام (لڑائی جھگڑا) نہ کرے۔ اور اگر کوئی شخص اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو اس کو کہہ دے کہ ''انی صائم انی صائم'' میں روزے دار ہوں، میں روزے دار ہوں۔ (مسند احمد: ۷۴۹۲، ابوداؤد: ۴۶۰۳)

حج کے دنوں میں لڑائی جھگڑا کرنا

جس طرح روزے داروں کو منع کیا گیا ہے کہ لڑائی جھگڑے کا جواب لڑائی جھگڑے سے نہیں دینا بلکہ صبر کرنا ہے۔ اسی طرح حج کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

(البقرۃ: ۱۹۷)

''حج کے مہینے معلوم ہیں جس شخص نے ان مہینوں میں حج کو لازم کر لیا وہ حج کے دوران جنسی باتیں نہ کرے، اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور کسی سے جھگڑا نہ کرے۔''

معلوم ہوا کہ جھگڑا کرنے سے بڑی بڑی نیکیاں بھی برباد ہونے کا خطرہ ہے۔

مال کے لیے جھگڑا

بعض لوگ کسی کا ناجائز مال کھا لیتے ہیں، اس صورت میں جھگڑا ہوتا ہے۔ عدالتوں میں چلے جائیں تقریباً ۹۰ فیصد جھگڑے ناجائز مال و دولت اور زمین کے ہی نظر آتے ہیں۔ حالانکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''کئی لوگ اللہ کے مال کو ناحق بٹورتے اور کھا جاتے ہیں پس ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ (بخاری)

غور کریں جس مال سے جھگڑا اور فساد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے مال کو اپنا مال قرار دیا ہے اور اس مال کو ناحق کھانے والے پر دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جھگڑے سے بچ جائیں کیونکہ ''جھگڑا سچائی کو مٹا دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں کینہ پیدا کرتا ہے۔''

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ

((ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم)) (بخاری ۲۴۵۷، ۷۱۸۸)

''لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص سخت جھگڑا کرنے والا ہے۔''

آپ غور فرمائیں کہ جھگڑا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ سخت قسم کی نفرت کرتے ہیں، یہ جھگڑالو شخص اللہ کی رحمت کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص لڑائی جھگڑے سے بچتا ہے حالانکہ وہ حق پر ہونے کے باوجود مار کٹائی اور لڑائی کے قریب نہیں جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے گردوپیش میں اس شخص کے لیے گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے۔'' (ابوداؤد)

اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور اس پر عمل کریں تو معاشرے سے بہت سارے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ ہم خود کو مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے فرامین کو کبھی پڑھا تک نہیں، آپ ﷺ کا ہی فرمان ہے کہ: ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون بہانا، مال لوٹنا اور عزت پر ہاتھ ڈالنا حرام ہے۔'' (مسلم: ۲۵۶۴)

آپ ﷺ کا ہی فرمان ہے کہ سود کے سب سے خطرناک درجے سے بھی خطرناک گناہ مسلمان بھائی کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (حاکم: ۳/۱۸) آپ ﷺ کا ہی فرمان ہے کہ: ''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔'' (بخاری کتاب الادب: جلد ۷ ص ۴۵۳) امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے شر کا ارادہ کرتا ہے تو ان پر جھگڑے کو مسلط کر دیتا ہے۔ (صید الفوائد یوسف شمری ص ۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں جھگڑے سے بچا کر رکھے اور اگر حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے بچنا پڑے تو بچ جائیں تا کہ جنت میں اعلیٰ مقام مل سکے۔

اخبار الجماعۃ

دروس قرآن مجید

مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس ضلع منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل دروس قرآن مجید منعقد ہوئے۔

16 مئی بروز جمعۃ المبارک مولانا بشارت حسین مدنی نے جامع مسجد محمدی اہل حدیث گوڑھا محلہ میں نماز مغرب کے بعد درس قرآن ارشاد فرمایا۔

17 مئی جامع مسجد اہل حدیث میانہ چک میں مولانا عمر فاروق طور نے خطاب کیا۔

18 مئی بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد مدنی اہلحدیث کدھر میں قاری سرفراز احمد نے اور جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث چیلیانوالہ اسٹیشن میں مولانا حسین علی قاسمی نے درس قرآن دیا۔

24 مئی بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی اہلحدیث رکن میں مولانا عبدالمجید نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

25 مئی بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی اہلحدیث کھائی میں مولانا سیف اللہ خالد ملتانی نے اتباع رسول کانفرنس میں خطاب فرمایا۔

27 مئی بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد گلزار مدینہ اہلحدیث دتو چوہڑ میں مولانا ثناء اللہ حقانی نے درس قرآن دیا۔

29 مئی بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد طیبہ اہلحدیث سوہاوہ میں حافظ محمد حذف ہدنے درس قرآن دیا۔

30 مئی بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب جامع مسجد ریاض الجنۃ اہلحدیث صوفی پورہ میں مولانا نصر اللہ نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

حافظ امجد علی ناظم دفتر A.Y.F منڈی بہاؤالدین

A.S.F لاہور کا اجلاس

یکم جون 2014ء بروز اتوار A.S.F لاہور کا اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں عبدالقدیر فاروقی چیف آرگنائزر A.S.F پاکستان نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور شرکائے اجلاس کی مشاورت سے لاہور کی درجہ ذیل کابینہ تشکیل دی۔

صدر: محمد یعقوب، جنرل سیکرٹری: صفوان فاروقی

سینئر نائب صدر: انعام الرحمٰن رابطہ سیکرٹری: محمد سفیان عارف

سیکرٹری نشر و اشاعت: محمد ارشد۔

تقرری

عبدالقدیر فاروقی چیف آرگنائزر A.S.F پاکستان نے محمد اعجاز کو راوی ٹاؤن A.S.F کا صدر اور حافظ محمد خالد کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا ہے۔

☆ قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی چیف آرگنائزر اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان نے مرکزی ناظم ذیلی تنظیمات رانا خلیق احمد خاں پسروری صاحب کی مشاورت سے احسان الحق کو آرگنائزر A.S.F اوکاڑہ مقرر کیا ہے۔ ان کا موبائل نمبر 0312-6056008

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان

قرآن وسنت کپور پور پسرور

19 اپریل بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد بلالؓ اہلحدیث کپور پور پسرور میں قرآن وسنت کانفرنس منعقد ہوئی۔

صدارت: مولانا محمد ناصر خطیب مسجد ہذا، نقابت حافظ یاسر عنایت پسروری

تلاوت: قرآن پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ فداء الرحمٰن طیب نے نعت پیش کی، حافظ محمد یوسف پسروری نے مسلک اہل حدیث کے حوالہ سے شاندار خطاب کیا۔ قاری اکرم زاہد بھٹوی، مولانا محمد ناصر مدنی نے اور مولانا ابوبکر سلطان یزدانی نے خطابات فرمائے۔ کانفرنس ہر اعتبار سے کامیاب رہی۔ کانفرنس میں مقامی و گردونواح سے علماء کرام تشریف لائے۔

منجانب: شکیل احمد گورائیہ اہلحدیث یوتھ فورس کپور پور (پسرور)

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

7 اپریل بروز پیر بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی اہلحدیث گوندل روڈ کتوبندہ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عبدالرؤف یزدانی، حضرت مولانا طارق محمود یزدانی، حضرت مولانا محمد اکرم زاہد بھٹوی اور مقامی علماء کرام نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر خطابات فرمائے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع، ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

جمعۃ المبارک

مسجد اہلحدیث 135/10-R تحصیل جہانیاں ضلع خانیوال میں بتاریخ 13 جون 2014ء حضرت مولانا حافظ محمد ادریس ضیاء ارشاد فرمائیں گے۔

☆ خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد اہلحدیث حقانی ٹبہ سلطان پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں بتاریخ 27 جون 2014ء، حضرت مولانا حافظ محمد ادریس ضیاء ارشاد فرمائیں گے۔

منجانب: محمد اشرف غوری 0301-7361506

امیر ضلع قصور کی عمرہ سے واپسی

گزشتہ روز مولانا محمد شفیع صاحب امیر ضلع قصور عمرہ کی سعادت حاصل کر کے واپس وطن پہنچ گئے ہیں۔ لاہور ایئر پورٹ پر عزیز و اقارب اور احباب نے ان کا استقبال کیا۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران انہوں نے احباب جماعت سے ملاقاتیں کیں اور تبلیغی اجتماعات میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے سفر عمرہ کو قبول فرمائے۔

دعا گو: حافظ نصیر احمد ناصر امیر سٹی کنگن پور (قصور)

دورۃ النحو والصرف

قرآن وسنت کے فہم کی بنیاد عربی گرائمر سیکھنے کا نادر موقعہ

دورۃ النحو والصرف 24 شعبان 2014ء تا 25 رمضان المبارک 2014ء، بمقام جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات سرگودھا

منجانب: سید محمد سبطین شاہ نقوی ناظم جامعہ ہذا

ناظم اعلیٰ سندھ کا تبلیغی دورہ

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ مولانا محمد ابراہیم طارق نے 8 مئی کو نواب شاہ اور ضلع نیاری کا دورہ کیا اور نواب شاہ کے ذمہ داران سے سکرنڈ شہر میں میٹنگ کی۔ میٹنگ میں نواب شاہ کے امیر حاجی ہارون کیریو، نائب امیر مولانا مبارک بھی شریک ہوئے۔ اجلاس میں ناظم اعلیٰ کو ضلع نواب شاہ کی جماعتی کارکردگی سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ صاحب گوٹھ باٹھو تشریف لے گئے، جہاں جمعیت کے زیر اہتمام ایک جلسے میں خطاب کیا نیز مولانا غلام حیدر لوہار اور سید انور شاہ راشدی نے بھی تقاریر کیں۔

9 مئی کا خطبہ جمعۃ المبارک ناظم اعلیٰ صاحب نے علی مراد جمالی میں پڑھایا اور اتباع سنت کے عنوان پر مدلل خطاب فرمایا۔ جمعہ کی شام کو ناظم اعلیٰ نیاری میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکز سیراچوں کا کا پہنچے۔ یہاں ایک بہت بڑے جلسے کا اہتمام کیا گیا جس میں مولانا عبدالعزیز کا کا، سید انور شاہ راشدی، حافظ غلام نبی جلالانی نے بھی خطابات کئے۔ آخر میں خصوصی خطاب ناظم اعلیٰ صاحب نے کیا۔ شیخ صاحب پروگرام کے بعد کراچی روانہ ہو گئے۔ اس پورے دورے میں حافظ زبیر احمد کا کا ناظم ضلع نیاری آپ کے ہمراہ رہے۔

المرسل: حافظ صلاح الدین کا کا نیو سعید آباد نیاری

ماہانہ اجلاس

مرکزی جمعیت اہلحدیث حلقہ تھانہ تلے عالی کا 31 واں ماہانہ اجلاس جامع مسجد اہلحدیث مجو چک میں 25 مئی بروز اتوار بعد نماز ظہر امیر حلقہ مولانا سید محمد بلال طاہر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مطالبہ کیا کہ جیو ٹی وی کی نشریات کو بند کیا جائے۔ اجلاس میں علماء کرام کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اجلاس کے بعد علماء کی ضیافت کی گئی۔

نوٹ: اجلاس کے آخر میں قاری محمد الیاس قمر کے والد مرحوم کے لیے مغفرت کی دعا کی گئی۔

منجانب: قاری نعیم احمد ناظم حلقہ تھانہ تلے عالی نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

تصحیح

شمارہ نمبر 22، 2014ء کے صفحہ 28 پر مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں فیکس نمبر غلط چھپ گیا۔

احباب تصحیح فرمالیں، صحیح نمبر یہ ہے: 051-2607992

انتقال پر ملال

● گزشتہ دنوں حاجی محمد اسحاق، حاجی عبدالستار کی والدہ محترمہ پیرانہ سالی میں خالق حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ احباب جماعت ان کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں۔

دعا گو: حافظ افضال الرحمٰن عاصم خطیب مسجد بلال اہل حدیث رحمت کالونی شیخوپورہ 0333-4656911

● ☆ قاری سعید احمد امیر تحصیل صادق آباد کی جواں سال بھانجی بقضاء الٰہی وفات پاگئی جن کی نماز جنازہ قاری سعید صاحب نے پڑھائی۔ سیاسی و مذہبی راہنماؤں نے شرکت کی۔

☆ 11 مئی مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رحیم یار خان کے راہنما چوہدری رشید احمد مہار کے والد گرامی نماز فجر کا وضو کرنے کے بعد حرکت دل بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ اگلے دن صبح نماز جنازہ چک نمبر 103/P میں حافظ اسلم حنیف امیر تحصیل لیاقت پور نے پڑھائی۔

جنازہ میں ضلع رحیم یار خاں کے ذمہ داران سیاسی، سماجی رہنماؤں و دیگر لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

☆ مرزا ندیم بیگ راہنما A.Y.F تحصیل رحیم یار خان کی جواں سال ہمشیرہ چند دن علالت کے بعد 20 مئی کی رات کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ 21 مئی کو نماز مغرب کے بعد مرکزی عیدگاہ میں ناظم تحصیل رحیم یار خان قاری ثناء اللہ قصوری نے رقت آمیز انداز میں پڑھائی، پورے شہر سے سیاسی، سماجی اور مذہبی راہنماؤں سمیت عوام نے شرکت کی۔ اللہ کریم مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

منجانب:۔ شعبہ خدمت خلق تحصیل رحیم یار خان

0300-9679796

● گزشتہ دنوں جماعت کے بزرگ رکن محمد مشتاق چنڈیسر کی ہمشیرہ رضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خدا ترس اور نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ میں احباب جماعت اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو:۔ ڈاکٹر عبدالسمیع ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ

مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوھر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

جامعہ ستاریہ اسلامیہ سکھر

کی طرف سے عظیم خوشخبری مدرسے کی چھٹیوں کے دوران 25 شعبان تا 25 رمضان المبارک

دورہ تفسیر القرآن الکریم

شیخ الحدیث والتفسیر
محترم محمد اسلم شاکر صاحب
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ خانپور

☆ رہائش اور سحر و افطار کا معقول انتظام
☆ کشادہ، وسیع لان، پرفضا ماحول
☆ دورہ میں شریک طلباء میں اسناد کی تقسیم
☆ بیرونی طلباء کو آمد و رفت کا کرایہ دیا جائیگا

قرآن کریم کی تفسیر پڑھائیں گے۔

دورہ کے خواہشمند حضرات
20 شعبان تک اپنے نام درج کروائیں۔

منجانب:۔ پرنسپل جامعہ ستاریہ اسلامیہ ائیر پورٹ روڈ سکھر

زیر انتظام۔ جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان سکھر 0301-3408929

ضرورت (مدرس)

جامعہ ستاریہ اسلامیہ سکھر

ایک لائق، محنتی، تجربہ کار، مُدرس

برائے شعبہ علوم اسلامیہ درکار ہے معقول مشاہرہ اور فیملی رہائش کی سہولت بھی دی جائے گی۔

خواہشمند حضرات 15 رمضان تک مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

0301-3408929, 0345-4988868

رُوح افزا

اور کیا چاہیئے!

ہمدرد

A product of **BMA** Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

لیجئے

جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر (زعفرانی)

Revitalizer, Aphrodisiac

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے

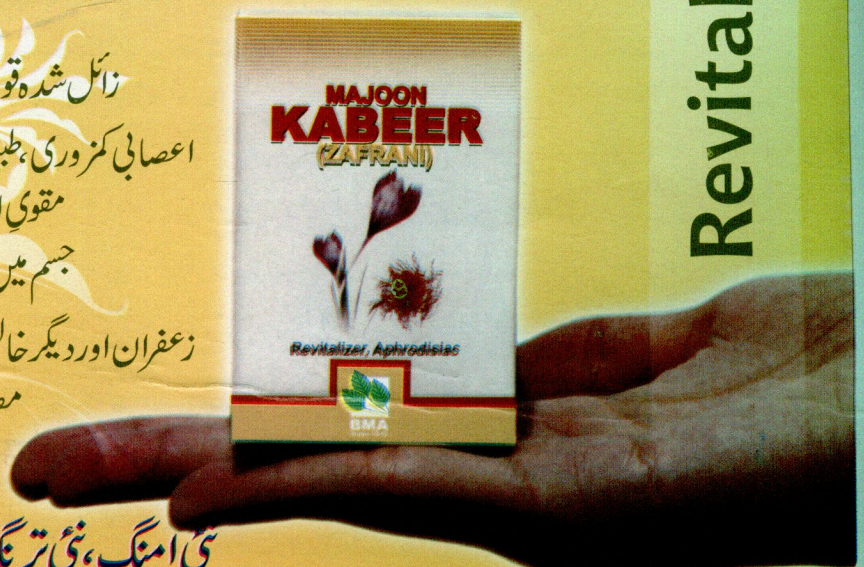

نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیا رنگ

BMA Pharma (Herbal)
1.5 km. Faisalabad Road Okara.
Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205

BMA
Since 1952

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE :www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office: 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e- Hadith 042-37720257
Paigham Tv: 042-37722876

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی علوم میں تخصص کی عظیم دانش گاہ

مرکز التربیۃ الإسلامیۃ

برائے سال ۱۴۳۵ھ
2014

اعلانِ داخلہ

دینی مدارس و جامعات سے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے تخصص کی تعلیم بہترین موقعہ جہاں تعلیم و تربیت یکساں طور پر مناسب کفالت کے ساتھ علمی و تحقیقی کام کیا جاتا ہے نیز کبار علماء و مشائخ کی نگرانی میں تدریسی مہارت کی تربیت دی جاتی ہے

اہلیت و شروط

- امیدوار کسی معروف دینی ادارے سے فارغ التحصیل یا مساوی استعداد کا حامل ہو۔
- ذہین، محنتی، بلند اخلاق کا حامل اور اسلامی شعار کا پابند ہو۔
- عربی زبان بولنے اور لکھنے کی اچھی استعداد کے ساتھ ساتھ تقریری اور تحریری صلاحیتوں میں ممتاز ہو۔
- عصری علوم میں میٹرک یا ایف اے یا بی اے پاس طلباء کو ترجیح دی جائے گی۔
- تین سالہ مدت تعلیم مکمل کرنے کا عہد کرے۔

نوٹ ٹیسٹ اور انٹرویو کے دوران ادارہ کسی قسم کے سفری اخراجات، رہائش اور دیگر سہولیات دینے کا پابند نہ ہوگا۔

شیڈول داخلہ

- امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ 20 رمضان ۱۴۳۵ھ تک اپنی خود دست خط شدہ کارڈ اور تعلیمی اسناد کی نقول، دو عدد رنگین پاسپورٹ سائز تصاویر، اور دو معروف اساتذہ کے تزکیے ارسال کرے۔
- داخلہ کے لیے تحریری ٹیسٹ 13 شوال 10 اگست بروز اتوار صبح 10 بجے مرکز میں منعقد ہوگا جس میں تمام مقامی امیدواروں کی شرکت لازمی ہے
- تحریری ٹیسٹ پاس کرنے والے امیدواروں کا زبانی امتحان 11,10 اگست بروز اتوار ہوگا۔
- تعلیمی اسناد + تحریری ٹیسٹ + زبانی انٹرویو میں مجموعی طور پر 80% نمبر حاصل کرنے والے طلبہ ہی داخلہ کے اہل ہونگے۔
- کامیاب طلبہ کی قبولیت کا حتمی فیصلہ ایک ہفتہ کی تجرباتی کلاس کے بعد ہوگا، جس کا آغاز 12 اگست صبح 8 بجے سے ہوگا۔

زیر اہتمام: التربیہ انٹرنیشنل ٹرسٹ W-43,44 نزد اعوان چوک گلستان کالونی فیصل آباد
فون: 041-8789325 فیکس: 041-8847663 موبائل: 0321-6671251، 0333-6508107
www.tarbiatrust.com Email: tarbiatrust@yahoo.com